Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس
مفتی محمد امجد
حکیم محمد فیضان
غفار الحق

فی شمارہ.................. 25 روپے
سالانہ................ 300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جا سکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب و تحریر صفحہ

اداریہ .... نئی حکومت اور رمضان کی آمد .... مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط ۱۰۵) ...... اللہ بندوں سے قریب اور دعاء قبول کرتا ہے .... // // ۴

درسِ حدیث .... مسجدِ نبوی اور زیارتِ قبر النبی کے لئے سفر کی فضیلت ...... // // ۱۳

مقالات و مضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ و اصلاحِ معاملہ

روزہ اور تراویح کی ایک عظیم فضیلت .... مفتی محمد رضوان ۳۱

جنت کے قرآنی مناظر (جنت اور اس کی بہاریں: قسط ۱۱) .... مفتی محمد امجد حسین ۳۳

اشارے سے سلام کرنا .... مولانا محمد ناصر ۳۷

ماہِ جمادی الاخریٰ: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات و واقعات .... مولانا طارق محمود ۴۲

علم کے مینار .... خواتینِ اسلام روایتِ حدیث کے میدان میں ..... مفتی محمد امجد حسین ۴۵

تذکرۂ اولیاء: .... حیاتِ لطیف الامت (قسط ۳) .... مفتی محمد امجد حسین ۴۸

پیارے بچو! .... حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹے .... مولانا محمد ناصر ۶۰

بزمِ خواتین .... حسد (قسط ۱) .... مفتی محمد یونس ۶۲

آپ کے دینی مسائل کا حل .. ہوائی جہاز اور طویل و مختصر دنوں میں روزہ کا وقت ... ادارہ ۶۶

کیا آپ جانتے ہیں؟ .... سونے کے آداب (قسط ۷) .... مفتی محمد رضوان ۷۴

عبرت کدہ .... حضرت یوسف علیہ السلام (قسط ۳۶) .... ابوجویریہ ۸۳

طب و صحت .... حجامہ یا سینگی لگوانا (قسط ۱) .... مفتی محمد رضوان ۸۶

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب و روز .... مولانا محمد امجد حسین ۹۲

اخبارِ عالم .... قومی و بین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں .... حافظ غلام بلال ۹۳

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

نئی حکومت اور رمضان کی آمد

وطنِ عزیز میں دو ہزار تیرہ کے انتخابات میں جناب نواز شریف صاحب کی جماعت نے اکثریت کے ساتھ کامیابی حاصل کر کے مرکز اور صوبہ پنجاب میں حکومت قائم کر لی ہے، جبکہ دیگر صوبوں میں دیگر جماعتوں نے اپنی اپنی حکومت قائم کی ہے، البتہ صوبہ بلوچستان میں مرکزی حکومت کی اتحادی جماعت کو اقتدار سپرد کیا گیا ہے۔

نئی حکومت کا قیام ایسے وقت ہوا ہے، جب ملک کو مختلف قسم کے بحرانوں کا سامنا ہے، جن میں انرجی، معیشت، امن وامان اور سیکورٹی کے بحران سرِ فہرست ہیں، اور باوجودیکہ حکومت کی طرف سے ان بحرانوں پر قابو پانے اور ان کے خاتمہ کے لئے مختلف کوششیں کی جارہی ہیں، مگر ابھی ان کوششوں کے غیر معمولی نتائج سامنے نہیں آئے، ممکن ہے کہ کچھ وقت میں بہتر نتائج سامنے آجائیں۔

نئی حکومت کے قیام کے ساتھ ہی تیز ترین گرمی کی لہر بھی شروع ہو چکی ہے، اور بجلی کی غیر معمولی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے عوام کو مختلف مشکلات کا سامنا ہے، اور اسی کے ساتھ ماہِ رمضانُ المبارک کی آمد قریب ہے، جس میں اگر بجلی کی غیر معمولی لوڈ شیڈنگ کا سلسلہ جاری رہا، تو مشکلات میں مزید اضافہ ہو جائے گا، اس لئے حکومت کو ہنگامی و جنگی بنیادوں پر بجلی کی قلت وکمی کو دُور کرنے کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے، اور اگر سرِ دست زیادہ نہ ہو سکے تو کم از کم ماہِ رمضان میں بجلی کی غیر معمولی لوڈ شیڈنگ میں کمی کرنی چاہئے۔

اس کے علاوہ ہمارے یہاں ایک مدت سے ہر سال ماہِ رمضانُ المبارک میں اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ کا کلچر رائج ہے، جس کی وجہ سے ماہِ رمضان میں عوامی مشکلات میں ہوشرُ با حد تک اضافہ ہو جاتا ہے، حکومت کو اس دیرینہ مسئلہ کے حل کی طرف بھی خصوصی توجہ دینی چاہئے، اور ذخیرہ اندوزوں اور مصنوعی قلت پیدا کرنے والوں کو زجر وتنبیہ اور تعزیر کا مؤثر طریقہ اپنانا چاہئے۔

اللہ کرے کے ایسا ہو، آمین۔

Idara Ghufran

(سورہ بقرہ قسط۱۰۵،آیت۱۸۶) مفتی محمد رضوان

اللہ بندوں سے قریب اور دعاء قبول کرتا ہے

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَإِنِّىْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِىْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِىْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ(۱۸۶)

ترجمہ:اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں قریب ہوں، میں دعاء کرنے والے کی دعاء قبول کرتا ہوں، جب وہ مجھ سے دعاء کرتا ہے، پس چاہئے کہ وہ (بندے) میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں(۱۸۶)

تفسیر وتشریح

مطلب یہ ہے کہ جب بندے اللہ کے متعلق سوال کریں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ اپنے بندوں کے قریب ہے، دور نہیں ہے، اور سوال دور والی چیز کے متعلق ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے جب کوئی بندہ اللہ سے کسی چیز کی دعاء کرتا ہے، تو اللہ اس بندہ کی دعاء وحاجت سے خوب باخبر اور واقف ہوتا ہے، اور وہ اپنے سے دعاء کرنے والے بندے کی دعاء کو قبول فرماتا ہے، اللہ کی اس قربت ورحمت کا تقاضا یہ ہے کہ بندے، اللہ کا حکم مانیں، اور اللہ پر صحیح معنیٰ میں ایمان لائیں، یہی راستہ ہے ان کی ہدایت کا، اس لئے وہ اس راستہ کو اختیار کرکے ہدایت کو پالیں گے۔

اللہ کے، بندوں سے قریب ہونے کی کیفیت وحقیقت

اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں سے قریب ہونے کا ذکر قرآن مجید کی اور بھی کئی آیات میں آیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی ذات، جسم اور جہات سے پاک ہے، اس لئے یہ کہنا درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ، بندوں کے قریب یا بندوں کے ساتھ نعوذ باللہ اپنے جسم کے ساتھ اور قریب ہوتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی بندوں کے ساتھ قربت یا معیت اس کی صفات کے ساتھ ہوتی ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفات علیم، سمیع، خبیر اور بصیر وغیرہ ہونا ہے، اور اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اور بے شمار صفات ہیں، مثلاً یہ کہ اللہ اپنے بندے کی مدد ونصرت اور اس کی حفاظت کرتا ہے، وغیرہ وغیرہ، تو اللہ تعالیٰ کی یہ صفات بندوں کے قریب ہوتی ہیں۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155507530

جیسا کہ سورہ قٓ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ(سورة ق، رقم الآية ۱۶)

ترجمہ: اور تحقیق ہم نے پیدا کیا انسان کو، اور ہم ان چیزوں کو جانتے ہیں، جن کا اس (انسان) کا نفس وسوسے ڈالتا ہے، اور ہم انسان کے قریب ہیں، شہ رگ سے بھی (سورہ ق)

مذکورہ آیت میں پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفتِ علم کی ایک ایسی صورت بیان فرمائی کہ جو اللہ کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں، خواہ وہ آج کے دور کی جدید مشین ہی کیوں نہ ہو، وہ یہ کہ انسان کے نفس میں کیا وسوسے اور خیالات ہیں، ان کا علم ہونا، اور اس کے بعد بطور دلیل کے اللہ تعالیٰ نے بندوں کے ساتھ اپنی صفتِ قربت کو بیان فرمایا ہے، جس سے ظاہر ہوا کہ اللہ کے انسان کی شہ رَگ سے زیادہ قریب ہونے میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا کارفرما ہونا ہی مراد ہے۔

سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَا رَبَّنَا إِنَّنَا نَخَافُ أَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَا أَوْ أَنْ يَّطْغٰى. قَالَ لَا تَخَافَا إِنَّنِيْ مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرٰى(سورة طٰه، رقم الآيات ۴۵، ۴۶)

ترجمہ: موسیٰ وہارون نے کہا کہ اے ہمارے رب! بے شک ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ وہ (فرعون) ہم پر زیادتی کرے، یا ظلم کرے، اللہ نے فرمایا کہ تم ڈرو نہیں، بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں، سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں (سورہ طٰہٰ)

مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ وہارون علیہما الصلاۃ والسلام کی معیت کی تعبیر اپنی چند صفات کے ساتھ فرمائی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، اور سنتا ہوں، اور دیکھتا ہوں، لہٰذا تم دونوں فرعون کے ساتھ تنہا نہیں ہوگے، بلکہ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گا، اور فرعون سے تمہارا جو مکالمہ ہوگا، اس کو میں سنتا ہوں گا، اور اس درمیان جو کارروائی ہوگی، اس کو میں دیکھتا ہوں گا، اس لئے میری مدد ونصرت اور حفاظت تمہارے ساتھ ہوگی۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت اور قربت وغیرہ جیسی صفات سے مراد، اللہ کا مجسم شکل وانداز میں کسی چیز کے ساتھ ہونا نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات کا ساتھ ہونا ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

چنانچہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علیم، سمیع، بصیر، خبیر وغیرہ ہونے کی صفات ہر جگہ کارفرما ہیں، اور کوئی جگہ ایسی نہیں کہ جہاں اللہ تعالیٰ کی یہ صفات کارفرما نہ ہوں، اور کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی صفتِ علیم، سمیع، بصیر اور خبیر وغیرہ ہونے سے خارج نہیں۔

آج کل اس موضوع پر کئی طبقوں کی طرف سے مختلف طرح کی بے اعتدالیاں سامنے آ رہی ہیں، اور اس موضوع پر مباحثہ و مناظرہ کا بازار گرم ہے، اور ایک دوسرے پر بے راہ روی اور گمراہی کے فتوے لگائے جا رہے ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کی بحث مباحثہ و مناظرہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے بہت سے افراد اس مسئلہ کی حقیقت سے ہی ناواقف ہیں۔

دعاء کے وقت، اللہ کی صفتِ معیت

گزشتہ تفصیل کو پیشِ نظر رکھ کر اب سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت میں دعاء سے متعلق مذکورہ مضمون کو ملاحظہ کرنا چاہئے۔

سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے سے سوال و دعاء کرنے والے بندوں کی دعاء کے قبول کرنے کا ذکر اس انداز میں فرمایا ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ سے دعاء کرتا ہے، تو اللہ اس کے ساتھ ہوتا ہے، یعنی اللہ کو اس بندہ کے سوال، دعاء و حاجت کا پوری طرح علم ہوتا ہے۔

کئی احادیث میں بھی یہ مضمون آیا ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقُوْلُ اللّٰهُ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِيْ (مسند احمد، رقم الحديث ١٣١٩٢)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے میرے ساتھ کئے ہوئے گمان کے مطابق ہوتا ہوں، اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، جب وہ مجھ سے دعاء کرتا ہے (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِيْ (مسلم، رقم الحديث ١٩ "٢٦٧٥"، باب فضل الذكر والدعاء والتقرب إلى الله تعالى)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155507530

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے میرے ساتھ کئے ہوئے گمان کے مطابق ہوتا ہوں، اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، جب وہ مجھ سے دعاء کرتا ہے (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: عَبْدِيْ عِنْدَ ظَنِّهِ بِيْ، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِيْ، وَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ، ذَكَرْتُهُ فِيْ نَفْسِيْ، وَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَإٍ، ذَكَرْتُهُ فِيْ مَلَإٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ وَأَطْيَبَ، وَإِنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ شِبْرًا، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِيْ يَمْشِيْ، أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً (مسند احمد، رقم الحديث ۱۰۲۲۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ میرا بندہ اپنے میرے ساتھ کئے ہوئے گمان کے مطابق ہے، اور میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوتا ہوں، جبکہ وہ مجھ سے دعاء کرتا ہے، اور اگر وہ مجھے اپنے نفس میں (یعنی اندر ہی اندر خاموشی کے ساتھ) یاد کرتا ہے، تو میں اُسے اپنے نفس میں (یعنی خاموشی کے ساتھ) یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے (یعنی لوگوں کے سامنے میری صفات کا ذکر کرتا ہے) تو میں اُسے اُن سے بہتر اور پاکیزہ (فرشتوں کی) جماعت میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے، تو میں اُس کے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں، اور اگر وہ ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے، تو میں دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں، اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے، تو میں تیزی سے اُس کی طرف آتا ہوں (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت بڑی عظیم ہے، اور بندہ جس شان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی قربت اختیار کرنا اور صفتِ رحمت کا مستحق ہونا چاہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر اپنی شان اور صفات کے مطابق اس کے قریب ہوتا اور اس کو اپنی رحمت کا مستحق بناتا ہے۔

اللہ کو سنانے کے لئے آوازِ بلند دعاء کی ضرورت نہیں

گزشتہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ جب بندہ، اللہ سے دعاء کرتا ہے، تو اللہ اس کے ساتھ اور بہت

Idara Ghufran

قریب ہوتا ہے، تو اسی سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ اللہ سے دعاء کرنے کے لئے آواز کو بلند کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ آہستہ آواز کے ساتھ دعاء کرنا بھی کافی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلٰى وَادٍ، هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَاأَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إِنَّهُ مَعَكُمْ إِنَّهُ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ، تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالٰى جَدُّهُ (بخاری، رقم الحدیث ۲۹۹۲، باب ما یکرہ من رفع الصوت فی التکبیر)

ترجمہ: ہم حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، پس جب ہم کسی وادی پر چڑھتے تو لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے، ہماری آواز بلند ہوجاتی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! تم اپنی جانوں پر نرمی کرو، کیونکہ تم کسی بہرے اور کسی غائب کو نہیں پکار رہے ہو، بے شک وہ تمہارے ساتھ ہے، بے شک وہ سمیع ہے، قریب ہے، اُس کا نام بابرکت ہے، اور اُس کی بزرگی بلند ہے (بخاری)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ : أَنَا مَعَ عَبْدِيْ إِذَا هُوَ ذَكَرَنِيْ، وَتَحَرَّكَتْ بِيْ شَفَتَاهُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۰۹۶۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوتا ہوں، جبکہ وہ مجھے یاد کرتا ہے، اور اپنے ہونٹوں کو میرے لئے حرکت دیتا ہے (جب میرے علاوہ کوئی بھی دوسرا نہیں سُنتا) (مسند احمد)

اس طرح کی حدیث حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [1]

مذکورہ اور اس جیسی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعاء کرنے والے کو بلند آواز کرنے کی

---

[1] عن أبی الدرداء رضی اللہ عنهما، قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ": إن الله يقول :أنا مع عبدی إذا هو ذكرنی وتحركت بی شفتاه هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۸۲۴)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155O7530

ضرورت نہیں، بلکہ دعاء کرتے وقت اصل یہی ہے کہ آہستہ آواز میں دعاء کی جائے۔ [1]

اللہ، حیی، کریم ہے، دعاء کے ہاتھ کو خالی نہیں لوٹاتا

اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت میں فرمایا کہ:

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (سورة البقرة، رقم الآية ۱۸۶)

ترجمہ: میں دعاء کرنے والے کی دعاء قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعاء کرتا ہے (سورہ بقرہ)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی دعاء کو قبول فرماتا ہے، اور رد نہیں فرماتا۔

احادیث میں بھی یہ مضمون آیا ہے، چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَّرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ (ترمذی، رقم الحدیث ۳۵۵۶)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ انتہائی حیا والا کریم ہے، جب آدمی اُس کی طرف اپنے ہاتھ (دعاء کے لئے) اُٹھاتا ہے تو وہ انہیں خالی ناکام لوٹانے سے حیا کرتا ہے (ترمذی)

اس طرح کی احادیث اور سندوں سے بھی مروی ہیں۔ [2]

جلد بازی اور گناہ کی دعاء نہ کرنے تک قبول کی جاتی ہے

دعاء کی قبولیت کے لئے کچھ شرائط ہیں، جن میں سے ایک اہم شرط یہ ہے کہ دعاء کرنے والا گناہ کی دعاء

---

[1] عَنْ مُجَاهِدٍ: أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلاً يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالدُّعَاءِ ، فَرَمَاهُ بِالْحَصَى (مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۸۵۴۵، فی رفع الصَّوْتِ بِالدُّعَاءِ)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ :أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ لاَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا ، يَعْنِى فِي رَفْعِ الصَّوْتِ بِالدُّعَاءِ (مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۸۵۴۶، فی رفع الصَّوْتِ بِالدُّعَاءِ)

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبَانَ ، عَنْ أَنَسٍ .وَعَنْ رَبِيعٍ ، عَنِ الْحَسَنِ :أَنَّهُمَا كَرِهَا أَنْ يُسْمِعَ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ شَيْئًا مِنَ الدُّعَاءِ (مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۸۵۴۷، فی رفع الصَّوْتِ بِالدُّعَاءِ)

عَنِ الْحَسَنِ ، قَالَ :كَانُوا يَجْتَهِدُونَ فِي الدُّعَاءِ ، وَلاَ تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا (مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۸۵۴۸، فی رفع الصَّوْتِ بِالدُّعَاءِ)

[2] عن جابر بن عبد الله، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن الله تعالى حيى كريم يستحيى من عبده أن يرفع إليه يديه فيردهما صفرا ليس فيهما شيء (مسند ابى يعلىٰ، رقم الحديث ۱۸۶۷)

عن أنس، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن الله حيى كريم، يستحيى إذا رفع العبد إليه يده أن يردها صفرا حتى يجعل فيها خيرا (شرح السنة للبغوى، رقم الحديث ۱۳۸۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

نہ کرے، اور اسی کے ساتھ جلد بازی سے کام نہ لے، یعنی تھوڑی دیر یا چند ایک مرتبہ دعاء کرنے کے بعد یہ نہ کہے کہ میری دعاء قبول نہیں کی گئی، بلکہ یا تو دعاء کا سلسلہ مزید جاری رکھے، اور اگر مزید دعاء کرنے کا موقع نہ ہو تو یہ نہ سمجھے کہ میری دعاء قبول نہیں کی گئی، بلکہ یہ سمجھے کہ میری دعاء قبول کر لی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ، يَقُوْلُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِيْ (بخاری، رقم الحديث ۶۳۴۰)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کی (دعاء) قبول کی جاتی ہے، جب تک کہ وہ جلدی نہ کرے (اور یوں نہ) کہنے لگے کہ میں نے دعاء کی، اور میری دعاء قبول نہیں کی گئی (بخاری)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ، مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ، مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ؟ قَالَ: يَقُوْلُ: قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ، فَلَمْ أَرَ يَسْتَجِيْبُ لِيْ، فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ (مسلم، رقم الحديث ۲۷۳۵ "۹۲"، باب بيان أنه يستجاب للداعي ما لم يعجل فيقول: دعوت فلم يستجب لي)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کی دعاء برابر قبول کی جاتی رہتی ہے جب تک کہ وہ کسی گناہ یا قطع رحمی (وغیرہ) کی دعاء نہ کرے، جب تک جلدی نہ کرے، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! جلدی کیا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ یہ کہے کہ میں نے دعاء کی تھی، اور میں نے دعا کی تھی، پس میرے خیال میں میری وہ دعاء قبول نہیں کی گئی، پس وہ اس وقت حسرت کرتا ہے، اور دعاء مانگنا چھوڑ دیتا ہے (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَزَالُ الْعَبْدُ بِخَيْرٍ مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ، قَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، كَيْفَ يَسْتَعْجِلُ؟ قَالَ: يَقُوْلُ دَعَوْتُ رَبِّيْ فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِيْ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

(مسند احمد، رقم الحدیث ۱۳۰۰۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ اُس وقت تک خیر کے ساتھ رہتا ہے، جب تک کہ جلدی نہ کرے، صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ جلدی کیسے کرتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے رب سے دعاء کی، پس میری دعاء قبول نہیں کی گئی (مسند احمد)

دعاء قبول ہونے کی شکلیں

اس موقع پر یہ بات ہر مسلمان کو یاد رکھنی چاہئے کہ دعاء قبول ہونے کی مختلف شکلیں ہیں، جن کی احادیث میں تفصیل آئی ہے۔

چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَا عَلَى الْأَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُو اللّٰهَ بِدَعْوَةٍ إِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهَا أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: إِذًا نُكْثِرُ، قَالَ : اَللّٰهُ أَكْثَرُ (ترمذی، رقم الحدیث ۳۵۷۳، باب فی انتظار الفرج وغیر ذلک)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین پر جو مسلم بندہ بھی اللہ سے کوئی دعاء کرتا ہے، تو اللہ اس کی دعاء کو ضرور قبول فرماتا ہے، یا اس سے اس جیسی برائی (مصیبت وتکلیف وغیرہ) کو دور فرما دیتا ہے، جب تک کہ وہ کسی گناہ کی یا قطع رحمی (وغیرہ) کی دعاء نہ کرے، تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے عرض کیا کہ اس صورت میں تو ہم کثرت سے (دعاء) کریں گے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ بہت زیادہ (دینے والا) ہے (یعنی تم اللہ سے جتنی بھی دعاء کرو گے، اللہ تعالیٰ کی دادودہش اس سے زیادہ ہی ہوگی، کیونکہ اللہ کے پاس خزانوں کی کمی نہیں ہے) (ترمذی)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيْهَا إِثْمٌ، وَلَا قَطِيْعَةُ رَحِمٍ، إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا إِحْدٰى ثَلَاثٍ : إِمَّا أَنْ تُعَجَّلَ لَهٗ دَعْوَتُهٗ، وَإِمَّا

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075530

أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يَّصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا قَالُوْا : إِذًا نُكْثِرُ، قَالَ: اَللّٰهُ أَكْثَرُ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۱۱۳۳)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلم بھی کوئی دعاء کرتا ہے، جس میں نہ تو کوئی گناہ کی دعاء ہوتی، اور نہ قطع رحمی (وغیرہ) کی دعاء ہوتی، تو اس کو اللہ تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور عطا فرماتا ہے، یا تو اس کی دعاء کو جلدی قبول فرما دیتا ہے (اور اس کو دنیا ہی میں وہ چیز عطا کر دیتا ہے، جو اس نے مانگی ہے) یا اس کے لئے اُس دعاء کو آخرت میں ذخیرہ کر کے رکھ دیتا ہے (جس کا آخرت میں اس کو عظیم اجر وثواب حاصل ہوگا) یا اس سے اُس جیسی برائی (مصیبت وتکلیف وغیرہ) کو دور کر دیتا ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ اس صورت میں تو ہم کثرت سے (دعاء) کریں گے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ بہت زیادہ (دینے والا) ہے (یعنی تم اللہ سے جتنی بھی دعاء کرو گے، اللہ تعالیٰ کی داد ودہش اس سے زیادہ ہی ہوگی، کیونکہ اللہ کے پاس خزانوں کی کمی نہیں ہے) (مسند احمد)

Idara Ghufran

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

مسجدِ نبوی اور زیارتِ قبرالنبی کے لئے سفر کی فضیلت

مسجدِ نبوی کی غرض سے سفر کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ باعثِ ثواب ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ خَيْرَ مَا رُكِبَتْ إِلَيْهِ الرَّوَاحِلُ مَسْجِدِيْ هٰذَا، وَالْبَيْتُ الْعَتِيْقُ (مسند أحمد، رقم الحديث ۱۴۷۸۲) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن مقامات کی طرف سواریوں پر سفر کر کے جایا جائے، ان میں بہترین مقام میری یہ مسجد (یعنی مسجدِ نبوی) اور بیتِ عتیق (یعنی بیت اللہ شریف) ہے (مسند احمد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَنْبَغِيْ لِلْمَطِيِّ أَنْ تُشَدَّ رِحَالُهُ إِلٰى مَسْجِدٍ يُبْتَغٰى فِيْهِ الصَّلَاةُ، غَيْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى، وَمَسْجِدِيْ هٰذَا (مسند أحمد، رقم الحديث ۱۱۶۰۹) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر (وکوچ) کرنے والے کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنا سفر کا سامان کسی مسجد کی طرف باندھ کر (یعنی مستقل مسجد کو مقصود بنا کر) جائے، تاکہ اس میں نماز پڑھی جاسکے، سوائے مسجدِ حرام اور مسجدِ اقصیٰ اور میری اس مسجد (یعنی مسجدِ نبوی) کے (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ کسی مسجد میں نماز کی فضیلت اور ثواب حاصل کرنے کے لئے باقاعدہ سفر کر کے تکلف میں پڑنے کی انسان کو ضرورت نہیں۔

---

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

[2] فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

البتہ مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ ایسی مساجد ہیں کہ ان میں نماز کا ثواب خصوصی فضیلت کا باعث ہے، اس لئے ان مساجد میں نماز پڑھنے کی غرض سے باقاعدہ سفر کرنا بھی باعثِ فضیلت ہے، بشرطیکہ اس میں غلو سے کام نہ لیا جائے، اور اعتدال کو اختیار کیا جائے۔

مسجدِ نبوی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور حجرے (یا آپ کی قبرِ مبارک) کے درمیان والی جگہ بڑی بابرکت اور باعثِ فضیلت ہے، جس کو احادیث میں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ (بخاری، رقم الحدیث ۱۱۹۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے، وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے (بخاری)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلٰى حَوْضِي (بخاری، رقم الحدیث ۱۱۹۶)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور منبر کے درمیان (والا حصہ) جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اور میرا منبر میرے حوض (کوثر) پر ہے (بخاری)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مَا بَيْنَ مِنْبَرِي إِلٰى حُجْرَتِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ مِنْبَرِي عَلٰى تُرْعَةٍ مِّنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۵۱۸۷) [2]

---

[1] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۱۰۰۳) في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[2] في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

ترجمہ: رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے منبر اور حجرے کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر جنت کے دروازے پر لگایا جائے گا (مسند احمد)

حضرت امِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ قَوَائِمَ مِنْبَرِيْ هٰذَا رَوَاتِبُ فِي الْجَنَّةِ

(سنن النسائی، رقم الحدیث ۶۹۲، مسنداحمد، رقم الحدیث ۲۶۴۷۶) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اس (مسجدِ نبوی کے) منبر کے پائے جنت میں گڑے ہوئے ہیں (نسائی، مسند احمد)

اس طرح کی حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

مذکورہ احادیث کے پیشِ نظر فقہائے کرام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کا مسجدِ نبوی میں جانے کا ارادہ ہو، تو اس کے لئے مستحب ہے کہ ریاض الجنہ پر حاضر ہونے کے ارادہ سے مسجدِ نبوی میں داخل ہو، جس کا مقام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے درمیان ہے، اور اگر بآسانی ممکن ہو تو منبر کے قریب دو رکعتیں تحیۃ المسجد کی ادا کرے۔ [3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت اہم اور بڑی فضیلت والے اعمال میں سے ہے، اور یہ اکثر و

---

[1] فی حاشیۃ مسند احمد: إسناده صحيح.

[2] عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ يَقُولُ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ قَوَائِمَ مِنْبَرِي رَوَاتِبُ فِي الْجَنَّةِ (مستدرک حاکم،رقم الحدیث ۶۲۶۸)

إن قوائم منبرى رواتب فى الجنة وقيل معناه أن قصد منبره والحضور عنده لملازمة الأعمال الصالحة يورد صاحبه إلى الحوض ويقتضى شربه منه والله أعلم (فتح البارى لابن حجر، ج۴، ص ۱۰۰، قوله باب كراهية النبى صلى الله عليه وسلم أن تعرى المدينة)

رواتب فِى الْجنَّة جمع راتبة من رتب إِذا انتصب قَائِما أَى ان الْأَرْض الَّتِى هُوَ فِيهَا من الْجنَّة فَصَارَت القوائم مقرها الْجنَّة أَو أَنه سينقل إِلَى الْجنَّة وَالله تَعَالَى (حاشية السندى على سنن النسائى، ج۲، ص۳۶، كتاب المساجد)

[3] و تحية المسجد النبوى:

اتفق الفقهاء على أن من دخل المسجد النبوى يستحب له أن يقصد الروضة إن تيسر له -وهى ما بين القبر والمنبر -ويصلى ركعتين تحية المسجد بجنب المنبر، لحديث جابر قال :جاء سليك . . .ثم يأتى قبر النبى صلى الله عليه وسلم ويقول :السلام عليك يا رسول الله ثم يسلم على أبى بكر رضى الله عنه، ثم على عمر رضى الله عنه(الموسوعة الفقهية الكويتية،ج۱۰ ،ص۳۰۶،مادة " تحية")

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

جمہور اہلِ علم حضرات کے نزدیک سنت و مستحب اعمال میں سے ہے، جبکہ بعض حضرات نے اس کو سنتِ مؤکدہ کے قریب قرار دیا ہے۔ ۱؎

۱؎ زيارة قبره صلى الله عليه وسلم من أهم القربات وأفضل المندوبات، وقد نقل صاحب فتح القدير عن مناسك الفارسي وشرح المختار :أن زيارة قبره صلى الله عليه وسلم قريبة من الوجوب (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۴،ص۸۰، مادة " زيارة "، زيارة قبر الرسول صلى الله عليه وسلم)

التعريف: الزيارة :اسم من زاره يزوره زورا وزيارة، قصده مكرما له.

وزيارة النبى صلى الله عليه وسلم بعد وفاته تتحقق بزيارة قبره صلى الله عليه وسلم.

الحكم التكليفى: أجمعت الأمة الإسلامية سلفا وخلفا على مشروعية زيارة النبى صلى الله عليه وسلم.

وقد ذهب جمهور العلماء من أهل الفتوى فى المذاهب إلى أنها سنة مستحبة، وقالت طائفة من المحققين: هى سنة مؤكدة، تقرب من درجة الواجبات، وهو المفتى به عند طائفة من الحنفية .

وذهب الفقيه المالكى أبو عمران موسى بن عيسى الفاسى إلى أنها واجبة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۴،ص۸۳،ماده،زيارة، زيارة النبى صلى الله عليه وسلم)

ذهب جمهور العلماء إلى أن زيارة قبر النبى صلى الله عليه وسلم مستحبة، وقالت طائفة إنها سنة مؤكدة تقرب من درجة الواجبات، وهو المفتى به عند طائفة من الحنفية.

وذهب الفقيه المالكى أبو عمران موسى بن عيسى الفاسى إلى أنها واجبة.

ومن أدلة مشروعيتها قوله تعالى :(ولو أنهم إذ ظلموا أنفسهم جاء وک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما) وقوله صلى الله عليه وسلم :من زارنى بعد موتى فكأنما زارنى فى حياتى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۷،ص۲۵۳،مادة " المسجد النبوى" ،زيارة قبر النبى صلى الله عليه وسلم)

دليل مشروعية الزيارة:

من أدلة مشروعية زيارته صلى الله عليه وسلم :قوله تعالى :(ولو أنهم إذ ظلموا أنفسهم جاء وک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما)

فإنه صلى الله عليه وسلم حى فى قبره بعد موته، كما أن الشهداء أحياء بنص القرآن، وقد صح قوله صلى الله عليه وسلم :الأنبياء أحياء فى قبورهم، وإنما قال :هم أحياء أى لأنهم كالشهداء بل أفضل، والشهداء أحياء عند ربهم، وفائدة التقييد بالعندية الإشارة إلى أن حياتهم ليست بظاهرة عندنا وهى كحياة الملائكة.

وفى صحيح مسلم فى حديث الإسراء قال صلى الله عليه وسلم :مررت على موسى ليلة أسرى بى عند الكثيب الأحمر وهو قائم يصلى فى قبره.

وقوله صلى الله عليه وسلم :فزوروا القبور، فإنها تذكر الموت فهو دليل على مشروعية زيارة القبور عامة، وزيارته صلى الله عليه وسلم أولى ما يمتثل به هذا الأمر، فتكون زيارته داخلة فى هذا الأمر النبوى الكريم.

وقوله صلى الله عليه وسلم :من زارنى بعد موتى فكأنما زارنى فى حياتى.

ومنها قوله صلى الله عليه وسلم فى الحديث :من زار قبرى وجبت له شفاعتى.

فاستدل بعض الفقهاء بهذه الأدلة على وجوب زيارته صلى الله عليه وسلم لما فى الأحاديث الأخرى من الحض أيضا.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075 30

مگر آج کل اس سلسلہ میں افراط وتفریط دیکھنے میں آ رہی ہے، اور ایک فریق اس سلسلہ میں ہر طرح کی فضیلت کا منکر اور دوسرا فریق اس کے مقابلہ میں اس کو حج کی طرح فرض درجہ کا عمل قرار دینے کے درپے ہے، اس لئے اس سلسلہ میں چند احادیث وروایات کی اسنادی حیثیت پر روشنی ڈالی جاتی ہے، تاکہ افراط وتفریط سے بچ کر اعتدال ملحوظ رہے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک حدیث مروی ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری زیارت کرنے کے لئے آیا، اور اس کو میری زیارت کے علاوہ کوئی اور ضرورت کھینچ کر نہیں لائی، تو مجھ پر قیامت کے دن اس کی شفاعت کرنے کا حق ہوگا (طبرانی، تاریخ اصبہان وغیرہ) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وحملها الجمهور على الاستحباب، ولعل ملحظهم فى ذلك أن هذه الأدلة ترغب بتحصيل ثواب أو مغفرة أو فضيلة، وذلك يحصل بوسائل أخر، فلا تفيد هذه الأدلة الوجوب.

قال القاضى عياض فى كتاب الشفاء :وزيارة قبره عليه الصلاة والسلام سنة من سنن المسلمين مجمع عليها، وفضيلة مرغب فيها.

فضل زيارة النبى صلى الله عليه وسلم:

دلت الدلائل السابقة على عظمة فضل زيارة النبى صلى الله عليه وسلم وجزيل مثوبتها فإنها من أهم المطالب العالية والقربات النافعة المقبولة عند الله تعالى، فبها يرجو المؤمن مغفرة الله تعالى ورحمته وتوبته عليه من ذنوبه، وبها يحصل الزائر على شفاعة خاصة من النبى صلى الله عليه وسلم يوم القيامة، وما أعظمه من فوز.

وعلى ذلك انعقد إجماع المسلمين فى كافة العصور، كما صرح به عياض والنووى والسندى وابن الهمام.

قال الحافظ ابن حجر :إنها من أفضل الأعمال وأجل القربات الموصلة إلى ذى الجلال، وإن مشروعيتها محل إجماع بلا نزاع.

وكذلك قال القسطلانى :اعلم أن زيارة قبره الشريف من أعظم القربات وأرجى الطاعات، والسبيل إلى أعلى الدرجات(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۴،ص۸۴، مادة " زيارة ")

[1] حدثنا عبدان بن أحمد قال :نا عبد الله بن محمد العبادى البصرى قال :نا مسلمة بن سالم الجهنى قال :حدثنى عبيد الله بن عمر، عن نافع، عن سالم، عن ابن عمر قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من جاءنى زائرا لا تعمله حاجة إلا زيارتى، كان حقا على أن أكون له شفيعا يوم القيامة (المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ۴۵۴۶)

حدثنا أبو محمد بن حيان، ثنا محمد بن أحمد بن سليمان الهروى، ثنا مسلم بن حاتم الأنصارى، ثنا مسلم بن سالم الجهنى، حدثنى عبد الله يعنى :العمرى ,حدثنى نافع، عن سالم،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

اس حدیث کی سند پر محدثین نے کلام کیا ہے، اور اس حدیث میں مذکور ایک راوی مسلم بن سالم جہنی کو ضعیف قرار دیا ہے، جس کی وجہ سے اس حدیث کی سند فی نفسہ ضعیف قرار دی جا سکتی ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن ابن عمر، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من جاء نى زائرا لم تنزعه حاجة إلا زيارتى، كان حقا على الله أن أكون له شفيعا يوم القيامة(تاريخ اصبهان، ج۲ص۱۹۰)

حدثنا عبدان بن أحمد، ثنا عبد الله بن محمد العبادى البصرى، ثنا مسلم بن سالم الجهنى، حدثنى عبيد الله بن عمر، عن نافع، عن سالم، عن ابن عمر، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من جاء نى زائرا لا يعلمه حاجة إلا زيارتى كان حقا على أن أكون له شفيعا يوم القيامة(المعجم الكبير للطبرانى،رقم الحديث ۱۳۱۴۹)

[۱] قال الهيثمى:رواه الطبرانى فى الأوسط، والكبير وفيه مسلمة بن سالم، وهو ضعيف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث، باب زيارة سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم)

وقال ابن حجر:مسلم بن سالم الجهنى .كان يكون بمكة .قال أبو داود السجستانى :ليس بثقة.قلت :ما أبعد أن يكون مسلمة بن سالم الجهنى البصرى إمام مسجد بنى حرام الذى أخرج له الدارقطنى فى سننه ما أخبرنا على بن الفقيه وإسماعيل بن عبد الرحمن قالا :أخبرنا ابن الصباح أخبرنا ابن رفاعة .

أخبرنا الخلعى حَدَّثَنا أبو النعمان تراب بن عمر حَدَّثَنا أبو الحسن الدارقطنى حَدَّثَنا يحيى بن صاعد حَدَّثَنا عبد الله بن محمد العبادى سنة خمسين ومئتين بالبصرة حدثنا مسلمة بن سالم إمام مسجد بنى حرام حدثنا عبد الله بن عمر عن نافع عن سالم عن ابن عمر رضى الله عنهما رفعه قال :من جاء نى زائرا لم تنزعه حاجة إلا زيارتى كان حقا على أن أكون له شفيعا يوم القيامة.

رواه أبو الشيخ، عَن مُحَمد بن أحمد بن سليمان الهروى حَدَّثَنا مسلم بن حاتم الأنصارى حَدَّثَنا مسلمة بهذا(لسان الميزان، ج۸ص۵۰،۵۱، تحت رقم الترجمة ۷۷۰۵)

وقال ابن الملقن:ورواه الطبرانى فى أكبر معاجمه من حديث عبيد الله بن عمر، عن نافع، (عن سالم) عن ابن عمر مرفوعا :من جاء نى زائرا لا (تعمله) حاجة إلا زيارتى كان حقا على أن أكون (له) شفيعا يوم القيامة . أخرجه عن عبدان بن (أحمد) ، نا عبد الله بن محمد العبادى البصرى، ثنا (مسلمة) بن سالم الجهنى، ثنا عبيد الله بن عمر به، وعزاه الضياء فى أحكامه إلى رواية الطبرانى بلفظ :من جاء نى زائرا لا ينزعه غير زيارتى، كان حقا على الله أن أكون له شفيعا يوم القيامة ثم قال :رواه من رواية عبد الله بن عمر العمرى .قال الإمام أحمد :لا بأس به .وقال النسائى :ليس بالقوى .والذى رأيته فى الطبرانى الكبير :عبيد الله بالتصغير كما أسلفته، فلعله فى غير المعجم الكبير وذكره ابن السكن فى سننه الصحاح المأثورة بلفظ :من جاء نى زائرا لا تنزعه حاجة إلا زيارتى كان حقا على أن أكون له شفيعا يوم القيامة وصدر البيهقى فى سننه لاستحباب زيارة قبره -عليه أفضل الصلاة والسلام -بحديث أبى هريرة المرفوع :ما من أحد يسلم على : إلا رد الله على روحى حتى أرد عليه السلام .(و) رواه أبو داود فى سننه بإسناد جيد، ثم أردفه بحديث ابن عمر السالف(البدر المنير، ج۶ص۲۹۸،۲۹۹، كتاب الحج، باب دخول مكة ومايتعلق به،الحديث السادس بعد التسعين)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155O7530

لیکن اس حدیث کی تائید دیگر روایات سے ہوتی ہے، اس لئے دوسری روایات سے مل کر اس حدیث کو صحیح یا کم از کم حسن لغیرہٖ قرار دیا جاسکتا ہے، اور اسی لئے بعض محدثین نے اس حدیث کو صحیح یا حسن قرار دیا ہے۔ [1]

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے ہی ایک دوسری روایت میں اس طرح کا مضمون مروی ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی، تو اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی (دارقطنی، اصبہانی، بزار وغیرہ) [2]

اس روایت کی سند پر بھی محدثین نے کلام کیا ہے، اور اس کو ضعیف وغیرہ قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] (وقال -صلّى الله عليه وسلم -من جاء نى زائراً لا يهمه إلا زيارتى كان حقاً على أن أكون له شفيعاً)
قال العراقى :رواه الطبرانى من حديث ابن عمر وصححه ابن السكن اهـ.
قلت :ورواه الدارقطنى والخلعى فى فوائده بلفظ لم تنزعه حاجة إلا زيارتى وتصحيح ابن السكن إياه وإيراده له فى أثناء الصحاح له وكذا صححه عبد الحق فى سكوته عنه والسبكى فى رد مسألة الزيارة لابن تيمية باعتبار مجموع الطرق (تخريج احاديث الاحياء للعراقى، تحت رقم الحديث ٧٧٢)

[2] ثنا الْقَاضِي الْمَحَامِلِيُّ ,نا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَرَّاقُ ,نا مُوسَى بْنُ هِلَالٍ الْعَبْدِيُّ ,عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ,عَنْ نَافِعٍ ,عَنِ ابْنِ عُمَرَ ,قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي(سنن الدارقطنى، رقم الحديث ٢٦٩٥)
أخبرنا أحمد بن على بن خلف، أنبأ أبو القاسم بن حبيب، ثنا أبو بكر أحمد بن سعد بن نصر بن بكار البخارى، ثنا أبو عبد الرحمن عبد الله، ثنا محمد بن إسماعيل الأحمسى، عن موسى بن هلال العنزى، عن عبيد الله، عن نافع، عن ابن عمر قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم):(من زار قبرى وجبت له شفاعتى(الترغيب والترهيب،للأصبهانى،رقم الحديث ١٠٨١)
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الدِّينَوَرِيُّ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ ، نَا مُوسَى بْنُ هِلَالٍ الْعَبْدِيُّ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؛ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَال : مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي (المجالسة وجواهر العلم،رقم الحديث ١٢٩)
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدِ بْنِ نُوحٍ قَالَ :حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ هِلَالٍ، قَالَ :حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَخُو عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي(الكنى والأسماء ،للدولابى ،رقم الحديث ١٤٨٣)
حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ زَارَ قَبْرِي حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي .
قَالَ الْبَزَّارُ :عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ لَمْ يُتَابَعْ عَلَى هَذَا، وَإِنَّمَا يُكْتَبُ مَا يَتَفَرَّدُ بِهِ(كشف الأستار عن زوائد البزار،رقم الحديث ١١٩٨، بَابُ زِيَارَةِ قَبْرِ سَيِّدِنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

[3] حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمى قال :حدثنا جعفر بن محمد البزورى قال :حدثنا موسى بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

لیکن چونکہ اس مضمون کی گزشتہ اور اس کے علاوہ دیگر اور روایات سے تائید ہوتی ہے، اس لئے ان سے مل کر مذکورہ روایت کا ضعف کسی حد تک دور ہو جاتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

هلال البصری ، عن عبيد الله بن عمر ، عن نافع ، عن ابن عمر قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من زار قبری فقد وجبت له شفاعتی .والرواية فی هذا الباب فيها لين(الضعفاء الكبير للعقيلی،تحت رقم الحديث ۱۹۲۰)

موسى بن هلال .حدثنا محمد بن موسى الحلوانی، حدثنا محمد بن إسماعيل بن سمرة، حدثنا موسى بن هلال عن عبد الله العمری عن نافع، عن ابن عمر، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم.

من زار قبری وجبت له شفاعتی وقد روى غير بن سمرة هذا الحديث عن موسى بن هلال فقال عن عبيد الله عن نافع، عن ابن عمر.

قال، وعبد الله أصح ولموسى غير هذا وأرجو أنه لا بأس به(الكامل فی ضعفاء الرجال ،لا بن عدی، ج۸،ص ۷۹، تحت رقم الترجمة ۱۸۳۴)

حديث :من زار قبری ، وجبت له شفاعتی .رواه موسى بن هلال :عن عبداللّٰه العمری ، عن نافع ، عن ابن عمر .ورواه عن موسى :محمد بن إسماعيل بن سمرة .ورواه عنه محمد بن موسى الحلوانی ، ورواه غير ابن سمره :عن موسى ، عن عبيداللّٰه ، عن نافع ، عن ابن عمر .وأرجو أنه لا بأس به (ذخيرة الحفاظ لمحمد بن طاهر المقدسی، تحت رقم الحديث ۵۳۲۳)

أخبرنا أبو سعد المالينی، أخبرنا أبو أحمد بن عدی الحافظ، حدثنا محمد بن موسى الحلوانی، حدثنا محمد بن إسماعيل بن سمرة، حدثنا موسى بن هلال، عن عبد الله العمری، عن نافع، عن ابن عمر، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :من زار قبری وجبت له شفاعتی ."وقيل عن موسى بن هلال العبدی، عن عبيد الله بن عمر.

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، أخبرنا أبو الفضل محمد بن إبراهيم، حدثنا محمد بن زنجويه القشيری، حدثنا عبيد الله بن محمد بن القاسم بن أبی مريم الوراق، وكان نيسابوری الأصل سكن ببغداد، حدثنا موسى بن هلال العبدی، فذكره، وكذلك رواه الفضل بن سهل، عن موسى بن هلال، عن عبيد الله، وسواء قال عبيد الله أو عبد الله فهو منكر، عن نافع، عن ابن عمر لم يأت به غيره(شعب الايمان للبيهقی،رقم الحديث ۳۸۶۲، ورقم الحديث ۳۸۶۳)

وقال الهيثمی:رواه البزار وفيه عبد الله بن إبراهيم الغفاری، وهو ضعيف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث، ۵۸۴۱ باب زيارة سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم)

[1] عبد الله بن عمر، عن نافع عن ابن عمر قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من زار قبری فقد وجبت له شفاعتی .تفرد بن موسى .وقد قال ابن عدی :أرجو أنه لا بأس به .وقال العقيلی :لا يصح حديثه ولا يتابع عليه .ثنا مطين، نا جعفر بن البزوری، نا موسى بن هلال البصری، عن عبد الله بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر، فذكره .أخبرنا أبو الحسن الهاشمی، أنا ابن روزبة، أنا أبو الوقت، أنا أبو إسماعيل الأنصاری، أنا أبو الحسين بن العالی، نا بشر بن أحمد نا ابن ناجية، نا عبيد بن محمد الوراق، نا موسى بن هلال العبدی،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

بالخصوص جبکہ اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کی فضیلت کے معاملہ تک محدود رکھا جائے،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن عبد الله بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من زارني بعد موتي وجبت له شفاعتي .ورواه القاضي المحاملي، عن عبيد مثله .وهو حديث منكر .وفي الباب الأخبار اللينة مما يقوى بعضه بعضاً، لأن ما في رواتها متهم بالكذب، والله أعلم .ومن أجودها إسناداً ما صح عن وكيع، نا ابن عون، وغيره، عن الشعبي، وأسود بن ميمون، عن هارون، عن أبي وزعة، عن حاطب :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من زارني بعد موتي فكأنما زارني في حياتي .وقال الطيالسي في مسنده :حدثني سوار بن ميمون العبدي :حدثني رجل من آل عمر، عن عمر :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :من زار قبري، أو قال من زارني كنت له شفيعاً .الحديث .وقد أفردت أحاديث الزيادة في جزء .وعبد الله بن عمر لا يبلغ حديثه درجة الصحة .وقد قال ابن عدي :لا بأس به في رواياته ولا يلحق أخاه (تاريخ الاسلام للامام الذهبي، ج ۱ ص ۲۱۲، ۲۱۳)

من زار قبري وجبت له شفاعتي أشار ابن خزيمة إلى تضعيفه وروى كمن زارني في حياتي وضعفه البيهقي وكذا قال البيهقي طرقه كلها لينة ولكن يتقوى بعضها ببعض، وروى من زار قبري كنت له شفيعا وشهيدا(تذكرة الموضوعات للفتنى، ج ۱ ص ۷۵، باب فضل المدينة المشرفة وزيارتها)

من زار قبري وجبت له شفاعتي.

قال في الأصل رواه أبو الشيخ وابن أبي الدنيا وغيرهما عن ابن عمر وهو في صحيح ابن خزيمة وأشار إلى تضعيفه ، وعند أبي الشيخ والطبراني وابن عدي والدارقطني والبيهقي ولفظهم كان كمن زارني في حياتي ، وضعفه البيهقي.وقال الذهبي طرقه كلها لينة لكن يتقوى بعضها ببعض لأن ما في رواتها متهم بالكذب.

قال ومن أجودها إسناد حديث حاطب الذي أخرجه ابن عساكر وغيره من زارني بعد فكأنما زارني في حياتي.وللطيالسي عن عمر مرفوعا من زار قبري كنت له شفيعا أو شهيدا.

وللسبكي شفاء السقام في زيارة خير الأنام وذكر فيه أحاديث كثيرة في هذا المعنى.

وكذا ذكر ابن حجر المكي في كتابه الجوهر المنظم أحاديث من هذا النمط :منها قوله عليه السلام من زارني أو من زار قبري إلى المدينة كنت له شفيعا وشهيدا ، وروى البيهقي عن أنس رضي الله تعالى عنه من زارني في المدينة محتسبا كنت له شهيدا وشفيعا يوم القيامة(كشف الخفاء ، للعجلوني، ج۲، ص ۲۵۰، تحت رقم الحديث ۲۴۸۹)

والذي يبدو لي -والله تعالى أعلم -أن أصل حديث موسى بن هلال عن عبد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر يرفعه " :من زار قبري وجبت له شفاعتي "هو الحديث المتقدم من رواية عيسى بن حفص -وهو عم عبد الله العمري -وعبيد الله بن عمر -وهو أخو عبد الله -كلاهما عن نافع ، فأخطأ موسى بن هلال -أو عبد الله العمري -فرواه باللفظ السابق ، وقد تقدم ذكر أمثلة كثيرة على خطأ عبد الله العمري ، والله تعالى أعلم .وهذه العلة -أي العلة الرابعة -لا تستغرب لأن كثيرًا من الأحاديث الضعيفة لها أصول صحيحة ، فيخطء الراوي الضعيف في روايته إما من حيث اللفظ فيغير اللفظ ، وإما من حيث الإسناد فيغير الإسناد (تنقيح التحقيق لابن عبدالهادي،المقدمة، ص ۱۲)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

کیونکہ فضائل کے باب میں بعض شرائط کے ساتھ ضعیف حدیث قبول کرلی جاتی ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وعن ابن عمر عن النبی -صلی اللہ علیہ وسلم : -من زار قبری وجبت له شفاعتی أخرجه الدارقطنی بإسناد فيه موسی بن هلال العبدی قال أبو حاتم :مجهول العدالة، ورواه ابن خزيمة فی "صحيحه "من طريقه، وقال :إن صح الخبر فإن فی القلب من إسناده، وأخرجه البيهقی وقال العقيلی :لا يصح حديث موسی ولا يتابع عليه ولا يصح فی هذا الباب شیء .وقال أحمد :لا بأس به، وقد تابعه عليه مسلم بن سالم عند الطبرانی من طريقه، وقد صحح الحديث ابن السكن، وعبد الحق وتقی الدين السبكی(فتح الغفار الجامع لأحكام سنة نبينا المختار للصنعانی، رقم الترجمة، ۲۴۴۷)

۱؎ فَأَما حَدِيث " :من زار قَبْرِي وَجَبت لَهُ شَفَاعَتِي . "

فَإِنَّهُ سكت عَنهُ ، وَهُوَ فِي إِسْنَاده الْعمريّ ، ومُوسَى بن هِلَال ، وَلم يعرض لوَاحِد مِنْهُمَا ، وَلَكِن لَا أرَاهُ صَحَّحهُ ، لَكِن تسَامح فِيهِ ، لِأَنَّهُ من رغائب الْأَعْمَال (بيان الوهم والإيهام فی كتاب الأحكام،لابن القطان،ج۴،ص۲۰۰،تحت رقم الحديث ۱۶۹۲)

وذكر من طريق الدارقطنی عن ابن عمر قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " : - من زار قبری وجبت له شفاعتی "قال :وذكره البزار أيضا .

هكذا سكت عنه ، وأراه تسامح فيه ؛ لأنه من الحث والترغيب علی عمل .

وإسناده عند الدارقطنی هو هذا :حدثنا القاضی المحاملی ، حدثنا عبيد بن محمد الوراق ، حدثنا موسی بن هلال العبدی ، عن عبد الله بن عمر ، عن نافع ، عن ابن عمر ، قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم - " :من زار قبری وجبت له شفاعتی . "

وموسی بن هلال العبدی ، بصری ، روی عن هشام بن حسان ، وعبد الله ابن عمر العمری ، قال فيه أبو حاتم :مجهول .

هذا ، علی أنه قد ذكر أن جماعة روت عنه ، وهم :أبو بجير :محمد ابن جابر المحاربی ، ومحمد بن إسماعيل الأحمسی ، وأبو أمية :محمد بن إبراهيم الطرسوسی ، وهذا عبيد بن محمد فی نفس هذا الإسناد ، ومع ذلک قال فيه :مجهول ، وهو كما قال .

وقد ذكره العقيلی أيضا فقال :موسی بن هلال البصری ، سكن الكوفة ، عن عبد الله بن عمر ، لا يصح حديثه ، ولا يتابع عليه .

روی عنه جعفر بن محمد البزوری ، فهذه علة أخری فيه -ولو كان معروفا -، وهو أنه لا يتابع .

فأما أبو أحمد بن عدی فإنه ذكر هذا الرجل بهذا الحديث ، ثم قال :ولموسی غير هذا ، وأرجو أنه لا بأس به وهذا من أبی أحمد قول صدر عن تصفح روايات هذا الرجل ، لا عن مباشرة لأحواله ، فالحق فيه أنه لم تثبت عدالته .

وإلی هذا ، فإن العمری قد عهد أبو محمد يرد الأحاديث من أجله ، كما تقدم ذكره فی هذا الباب .

وأما قوله :وذكره البزار ، فاعلم أن البزار ذكره كما قال ، ولكن من طريق غير طريق الدارقطنی .

قال :حدثنا قتيبة -هو ابن المرزبان -قال :حدثنا عبد الله بن إبراهيم -يعنی ابن أبی عمرو الغفاری -قال :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے ہی مروی ایک تیسری روایت میں اس طرح کا مضمون آیا ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری موت کے بعد میری قبر کی زیارت کی، تو وہ ایسا ہے، جیسا کہ اس نے میری حیات میں میری زیارت کی (طبرانی) ۱

اس حدیث کی سند میں بھی فی نفسہٖ ضعف پایا جاتا ہے۔ ۲

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی ہی سند سے ایک چوتھی روایت میں اس طرح کا مضمون مروی ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا، پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی، تو وہ ایسا ہے، جیسا کہ اس نے میری حیات میں میری زیارت کی (طبرانی) ۳

اس حدیث کی سند میں بھی ضعف پایا جاتا ہے، مگر جیسا کہ عرض کیا گیا کہ اس کی تائید دوسری روایات سے ہوتی ہے، جن کے ساتھ مل کر یہ روایت مقبول درجہ حاصل کر لیتی ہے۔ ۴

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ حدثنا عبد الرحمن بن زيد بن أسلم ، عن أبيه ، عن ابن عمر ، عن النبى -صلى الله عليه وسلم - قال " :من زار قبرى ؛ حلت له شفاعتى . "قال :وعبد الله بن إبراهيم حدث بأحاديث لا يتابع عليها ، وكذا قال فيه أبو أحمد .وعبد الرحمن بن زيد بن أسلم ضعيف ، وأبو محمد يرد الأحاديث من أجله ، فذلك منه صواب ، والله الموفق (بيان الوهم والإيهام فى كتاب الأحكام،لابن القطان،ج۴،ص۲۲۵، تحت رقم الحديث ۱۸۹۶)

۱ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ رِشْدِينَ، ثنا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ هَارُونَ الْأَنْصَارِيُّ، ثنا اللَّيْثُ ابْنُ بِنْتِ اللَّيْثِ بْنِ أَبِى سُلَيْمٍ، قَالَ :حَدَّثَتْنِى جَدَّتِى عَائِشَةُ بِنْتُ يُونُسَ امْرَأَةُ اللَّيْثِ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِى سُلَيْمٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ زَارَ قَبْرِى بَعْدَ مَوْتِى كَانَ كَمَنْ زَارَنِى فِى حَيَاتِى(المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۳۴۹۶،المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ۲۸۷)

۲ قال الهيثمى:رواه الطبرانى فى الصغير، والأوسط وفيه عائشة بنت يونس ولم أجد من ترجمها(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۵۸۴۴، باب زيارة سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم)

۳ حدثنا الحسين بن إسحاق التسترى، ثنا أبو الربيع الزهرانى، ثنا حفص بن أبى داود، عن ليث، عن مجاهد، عن ابن عمر، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :من حج فزار قبرى بعد وفاتى كان كمن زارنى فى حياتى(المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۳۴۹۷، المعجم الأوسط للطبرانى، رقم الحديث ۳۳۷۶، دارقطنى، رقم الحديث ۲۶۹۳)

۴ قال الطبرانى: لم يرو هذا الحديث عن ليث إلا حفص.

وقال البيهقى: وروى حفص بن أبى داود، وهو ضعيف، عن ليث بن أبى سليم، عن مجاهد، عن ابن عمر، مرفوعا " :من حج فزار قبرى بعد موتى كان كمن زارنى فى حياتى "أخبرناه أبو سعد المالينى، أخبرنا أبو أحمد بن عدى، حدثنا عبد الله بن محمد البغوى، حدثنا أبو الربيع الزهرانى، حدثنا حفص بهذا الحديث . وأخبرنا على بن أحمد بن عبدان،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک کی زیارت کی بڑی فضیلت ہے۔

البتہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ایک روایت میں اس طرح کا مضمون آیا ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا، پھر میری زیارت نہیں کی، تو اس نے میرے ساتھ ظلم وزیادتی کی (ابن عدی) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ أخبرنا أحمد بن عبيد، حدثنى محمد بن إسحاق الصفار، حدثنا ابن بكار، حدثنا حفص بن سليمان، فذكره، وقال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :تفرد به حفص وهو ضعيف فى رواية الحديث(شعب الإيمان، تحت رقم الحديث ۳۸۵۸)

وقال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الكبير، والأوسط وفيه حفص بن أبى داود القارء؛ وثقه أحمد، وضعفه جماعة من الأئمة (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۵۸۴۳، باب زيارة سيدنا رسول الله ﷺ)

وقال البوصيرى: وعن ابن عمر -رضى اللّٰه عنهما -قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-من حجَّ فزارنى بعد وفاتى كان كمن زارنى فى حياتى ."رواه أبو يعلى والبيهقى فى سننه بسند فيه ليث بن أبى سليم، والجمهور على ضعفه(اتحاف الخيرة المهرة للبوصيرى، تحت رقم الحديث ۲۶۹۴، باب فضل مسجد المدينة المشرفة والصلاة فيه وما جاء فى زيارة قبر سيدنا رسول اللّٰه قيل والأدب عند زيارته)

وقال ابن الملقن: وله طريق ثان من حديث ابن عمر قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-من حج فزار قبرى بعد وفاتى فكأنما زارنى فى حياتى رواه الدارقطنى أيضا من حديث حفص بن أبى داود، عن ليث بن ابى سليم، عن مجاهد، عن (ابن عمر) ، ورواه ابن عدى بلفظ :من حج (فزارنى) بعد موتى كان كمن زارنى فى حياتى وصحبنى .وليث هذا حسن الحديث، ومن ضعفه إنما ضعفه لاختلاطه بأخرة، وحفص هذا هو (ابن سليمان) ، قال ابن عدى :وأبو الربيع الزهرانى يسميه حفص بن أبى داود لضعفه، وهو حفص (بن سليمان) (الغاضرى) المقرء (الإمام .قال البخارى :تركوه) (ووثقه وكيع، قال أحمد :صالح .وفى رواية عنه :ما به بأس) وقال يحيى بن معين فى رواية أحمد بن محمد الحضرمى :ليس بشىء ، ومن أحاديثه : صنائع المعروف تقى مصارع السوء ، وصدقة السر تطفىء غضب الرب .وقال البيهقى :تفرد به حفص، وهو ضعيف .ورواه أبو يعلى الموصلى بزيادة كثير بن شنظير (بين) حفص و ليث بلفظ :من حج فزارنى بعد وفاتى (عند) قبرى فكأنما زارنى فى حياتى .و كثير هذا من رجال الصحيحين وإن لينه أبو زرعة، وصوب ابن عساكر الرواية التى بإسقاطه، على أن حفصا هذا تابعه على بن الحسن بن هارون الأنصارى .رواه الطبرانى فى أوسط معاجمه و أكبرها من حديث أحمد بن رشدين عنه، عن الليث ابن بنت الليث بن أبى سليم قال :حدثتنى جدتى عائشة بنت يونس امرأة الليث، عن ليث بن أبى سليم، عن مجاهد، عن ابن عمر مرفوعا :من زار قبرى كان كمن زارنى فى حياتى .ووهم بعضهم فجعل حفصا جعفر بن سليمان الضبعى، كما نبه عليه ابن عساكر أبو اليمن بن أبى الحسن فى كتابه إتحاف الزائر ، قال :وتفرد بقوله :وصحبنى الحسن بن الطيب، وفيه نظر (البدرالمنير، ج۶ص۲۹۳، الیٰ ۲۹۵، كتاب الحج)

[1] النعمان بن شبل الباهلى البصرى .سمعت إبراهيم بن محمد بن عيسى يقول :سمعت موسى بن هارون الحمال يقول النعمان بن شبل البصرى كان متهما...... حدثنا على بن إسحاق، حدثنا محمد بن محمد بن النعمان بن شبل، حدثنى جدى، حدثنى مالک عن نافع، عن ابن عمر، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حج البيت فلم يزرنى فقد جفانى (الكامل فى ضعفاء الرجال، ج۸، ص۲۴۸، تحت رقم ۱۹۵۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

مگراس روایت کی سند کو محدثین نے غیر صحیح اور موضوع یا شدید ضعیف قرار دیا ہے۔

اور انصاف و دیانت داری کی رُو سے واقعی یہ روایت شدید ضعیف ہے، جس کی کسی اور قابلِ ذکر روایت سے تائید بھی نہیں ہوتی، اور خود یہ روایت بھی اس قابل نہیں کہ اس سے ہر حج کرنے والے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت نہ کرنے کو ظلم سے تعبیر کیا جاسکے، جس کا درجہ گناہ سے کم نہیں ہے، بالخصوص جبکہ فقہائے کرام نے حج کی فرضیت کے لئے مدینہ منورہ حاضری کے اخراجات کو ضروری قرار نہیں دیا، اور اگر کسی کو مدینہ منورہ حاضری کے اخراجات میسر نہ ہوں، لیکن اس کو حج کی استطاعت ہو، تب بھی اس پر حج کی فرضیت کا حکم لگایا ہے، لیکن اگر کسی پر حج فرض نہ ہو، یا وہ فرض حج ادا کر چکا ہو، اور مدینہ منورہ حاضری کی استطاعت ہو، تو اس پر مدینہ منورہ حاضری کو فرض وضروری قرار نہیں دیا۔

اور اسی وجہ سے اکثر اور جمہور فقہائے کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کو فرض یا واجب وغیرہ کے بجائے سنت ومستحب قرار دیا ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔ ۱

---

۱ قال العجلونی: من لم یزرنی فقد جفانی .ذکره فی الإحیاء بلفظ من وجد سعة ولم یغد إلی فقد جفانی .ولم یخرجه العراقی بل أشار إلی ما أخرجه ابن النجار فی تاریخ المدینة عن أنس بلفظ ما من أحد من أمتی له سعة ثم لم یزرنی إلا ولیس له عذر .ولابن عدی فی الکامل وابن حبان فی الضعفاء والدارقطنی فی العلل وغرائب مالک وآخرین جمیعا عن ابن عمر رفعه من حج ولم یزرنی فقد جفانی ولا یصح والله أعلم (کشف الخفاء للعجلونی، تحت رقم الحدیث ۲۶۱۲)

وقال السخاوی: حَدِیث :مَنْ لَمْ یَزُرْنِی فَقَدْ جَفَانِی، ذکره الغزالی فی الإحیاء بلفظ :من وجد سعة ولم یفد إلی فقد جفانی، ولم یخرجه العراقی، بل أشار إلی ما أخرجه ابن النجار فی تاریخ المدینة مما هو فی معناه عن أنس بلفظ :ما من أحد من أمتی له سعة، ثم لم یزرنی إلا ولیس له عذر، قلت :ولابن عدی فی الکامل، وابن حبان فی الضعفاء، والدارقطنی فی العلل، وغرائب مالک، وآخرین، کلهم علی ابن عمر مرفوعا :من حج ولم یزرنی فقد جفانی، ولا یصح (المقاصد الحسنة، تحت رقم الحدیث ۱۱۷۸)

وقال ابن العراق الکنانی: (حدیث) من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی (حب عد) من حدیث ابن عمر وفیه محمد بن محمد بن النعمان بن شبل وهو المتهم به (تعقب) بأن الزرکشی قال فی تخریج أحادیث الرافعی : الحدیث ضعیف وبالغ ابن الجوزی فذکره فی الموضوعات (قلت) وأورده الذهبی فی المیزان، فی ترجمة النعمان بن شبل من عند ابن عدی، وأعقبه بقوله هذا موضوع فأوهم أنه من کلام ابن عدی، وقد تعقبه الحافظ ابن حجر فی اللسان، فقال لم یقل ابن عدی هذا موضوع، وإنما هذا کلام المصنف ,وقد تبع فی ذلک ابن الجوزی وقد قال ابن عدی لم أر فی حدیث النعمان حدیثا غریبا جاوز الحد انتهی، وجاء من حدیث أنس بلفظ ما من أحد من أمتی له سعة ثم لم یزرنی فلیس له عذر، أخرجه ابن النجار فی تاریخ المدینة والله أعلم (تنزیه الشریعة المرفوعة، تحت رقم الحدیث ۸، ج۲، ص ۱۷۲)

وقال السیوطی: حدیث من حج ولم یزرنی فقد جفانی.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک روایت درجِ ذیل مفہوم کی مروی ہے کہ:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی، یا یہ فرمایا کہ جس نے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ابن عدی، والدار قطنی فی "العلل "وابن حبان فی "الضعفاء . "والخطیب فی "رواۃ مالک "بسند ضعیف جدا عن ابن عمر (الدرر المنتشرۃ، ج ا، ص ۱۹، حرف المیم)

وقال الحافظ العسقلانی: ورواہ الخطیب فی الرواۃ عن مالک فی ترجمۃ النعمان بن شبل ، وقال :إنہ تفرد بہ عن مالک ، عن نافع ، عن ابن عمر بلفظ :(من حج ولم یزرنی فقد جفانی).

وذکرہ ابن عدی ، وابن حبان فی ترجمۃ النعمان ، والنعمان ضعیف جدا ، وقال الدارقطنی :الطعن فی ھذا الحدیث علی ابنہ لا علی النعمان (التلخیص الحبیر، ج۳، ص ۲۵۶)

وقال الحافظ العسقلانی: النعمان بن شبل الباھلی بصری: عن أبی عوانۃ ومالک قال موسی بن ھارون :کان متھماً وقال بن حبان :یأتی بالطامات وقال ابن عدی :حدثنا علی بن إسحاق حدثنا محمد بن النعمان بن شبل حدثنی أبی حدثنی مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنھما مرفوعاً "من حج فلم یذرنی فقد جفانی " ھذا موضوع (لسان المیزان، ج۳، ص۷۵، من اسمہ النعمان ونعمۃ)

وقال ابن طاھر المقدسی: من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی. فیہ النعمان بن شبل یأتی عن الثقات بما لیس من حدیثھم (کتاب معرفۃ التذکرۃ، تحت رقم الحدیث ۷۸۶)

وقال ابن طاھر المقدسی: حدیث :من حج البیت ؛ فلم یزرنی ؛ فقد جفانی .رواۃ النعمان بن شبل الباھلی : عن مالک بن أنس ، عن نافع ، عن ابن عمر .ولم یروہ عن مالک غیرہ .وقال موسی بن ھارون :کان النعمان ھذا یتھم (ذخیرۃ الفاظ، تحت رقم الحدیث ۵۲۴۸)

وقال ابن حبان: النعمان بن شبل: من أھل البصرۃ، یروی عن أبی عوانۃ ومالک أخبرنا عنہ الحسن بن سفیان، یأتی عن الثقات بالطامات، وعن الاثبات بالمقلوبات.

روی عن مالک عن نافع عن ابن عمر قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " :من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی "أخبرناہ أحمد بن عبید بھمدان قال :حدثنا محمد بن محمود بن النعمان بن شبل أبو شبل قال : حدثنا جدی قال :حدثنا مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ (المجروحین، ج۳، ص۷۳)

وقال ابن عثمان: النعمان بن شبل الباھلی .بصری.عن أبی عوانۃ، ومالک .قال موسی بن ھارون :کان متھما .وقال ابن حبان :یأتی بالطامات .وقال ابن عدی :حدثنا علی بن إسحاق، حدثنا محمد بن النعمان بن شبل، حدثنی أبی، حدثنی مالک، عن نافع، عن ابن عمر -مرفوعا :من حج فلم یزرنی فقد جفانی .ھذا موضوع (میزان الاعتدال، ج۴، ص۲۶۵، تحت رقم الترجمۃ ۹۰۹۵)

وقال برھان الدین الحلبی: النعمان بن شبل الباھلی عن أبی عوانۃ ومالک قال الذھبی قال موسی بن ھارون کان متھما وقال بن حبان یأتی بالطامات وقال بن عدی حدثنا علی بن إسحاق ثنا محمد بن النعمان بن شبل حدثنی جدی حدثنی مالک عن نافع عن بن عمر رضی اللہ عنھما مرفوعا من حج فلم یزرنی فقد جفانی ھذا موضوع انتھی وقد ذکرہ بن الجوزی فی موضوعاتہ وأشرت إلیہ فی ترجمۃ محمد بن محمد النعمان لأن الدارقطنی أتھمہ بہ ولم یتھم بہ النعمان فأعلمہ والظاھر من قول الذھبی عن موسی بن ھارون أتھمہ یعنی بالوضع ویرجح ذلک قول الدارقطنی الطعن فی ھذا الحدیث من محمد لا من النعمان واللہ أعلم (الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث، ج ا، ص۲۶۷)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075300

میری زیارت کی، تو میں اس کی شفاعت کروں گا، یا اس کا گواہ بنوں گا (مسند ابوداؤد طیالسی، بیہقی) [1]

اس حدیث کی سند میں بھی فی نفسہٖ ضعف پایا جاتا ہے۔ [2]

اور حضرت حاطب کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث درجِ ذیل مفہوم کی مروی ہے کہ:

---

[1] حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ :حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ مَيْمُونٍ أَبُو الْجَرَّاحِ الْعَبْدِيُّ، قَالَ :حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ آلِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :مَنْ زَارَ قَبْرِي أَوْ قَالَ :مَنْ زَارَنِي كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا وَمَنْ مَاتَ فِي أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللَّهُ فِي الْآمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مسند ابی داؤد الطيالسي، رقم الحديث ٦٥)

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ فُورَكٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ مَيْمُونٍ أَبُو الْجَرَّاحِ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ آلِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ، قَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ " :مَنْ زَارَ قَبْرِي "أَوْ قَالَ " :مَنْ زَارَنِي كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا، وَمَنْ مَاتَ فِي أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللهُ مِنَ الْآمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ(شعب الإيمان للبيهقي، رقم الحديث ٣٨٥٧)

[2] قال البيهقي: أخبرنا أبو بكر بن فورك ,أنا عبد الله بن جعفر ,ثنا يونس بن حبيب ,ثنا أبو داود ,ثنا سوار بن ميمون أبو الجراح العبدى ,قال :حدثني رجل من آل عمر ,عن عمر رضى الله عنه ,قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ,يقول " :من زار قبرى , "أو قال " :من زارنى ,كنت له شفيعا " أو "شهيدا ,ومن مات فى أحد الحرمين بعثه الله فى الآمنين يوم القيامة "هذا إسناد مجهول (السنن الكبرى للبيهقى، رقم الحديث ١٠٢٧٣)

وقال البوصيرى: رواه أبوداود الطيالسى بسند ضعيف لجهالة التابعى، ورواه البزار بزيادة طويلة، ورواه البيهقى وقال :إسناد مجهول، وله شاهد من حديث سبيعة رواه أبو يعلى والطبرانى فى الكبير بسند صحيح (اتحاف الخيرة تحت رقم الحديث ٢٦٩١)

وقال ابن الملقن: من زار قبرى -أو قال :من زارنى -كنت له شفيعا أو شهيدا، ومن مات فى أحد الحرمين بعثه الله فى الآمنين يوم القيامة .قال البيهقى :هذا إسناد مجهول .وقال المنذرى :فى إسناده نظر (البدرالمنير، ج٦ص٢٩٨، كتاب الحج، باب دخول مكة ومايتعلق به،الحديث السادس بعد التسعين)

وقال العراقى: وقال أبو داود الطيالسى فى مسنده حدثنا سوار بن ميمون أبو الجراح المعبرى قال حدثنى رجل من آل عمر عن عمر قال سمعت رسول الله -صلّى الله عليه وسلم -يقول من زارنى لا يهمه إلا زيارتى كنت له شفيعاً أو شهيداً ومن مات بأحد الحرمين بعثه الله من الآمنين فهذه ثلاثة أحاديث أوردها المصنف وفى الباب أحاديث أخر منها عن أنس رضى الله عنه قال لما خرج رسول الله -صلّى الله عليه وسلم -من مكة أظلم منها كل شىء ولما دخل المدينة أضاء منها كل شىء فقال رسول الله -صلّى الله عليه وسلم - المدينة بها قبرى وبها بيتى وتربتى وحق على كل مسلم زيارتها أخرجه أبو داود وعنه أيضاً من زارنى بالمدينة محتسباً كنت له شفيعا أو شهيداً يوم القيامة أخرجه البيهقى وابن الجوزى فى مثير العزم وأخرجه ابن أبى الدنيا فى كتاب القبور حدثنا سعيد بن عثمان الجرجانى حدثنا ابن أبى فديک أخبرنى أبو المثنى سليمان بن يزيد الكعبى عن أنس فساقه وسليمان ضعفه ابن حبان والدارقطنى (تخريج احاديث الاحياء للعراقى، تحت رقم الحديث ٧٧٢)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

جس نے میری موت کے بعد میری زیارت کی، تو اس نے گویا کہ میری حیات میں میری زیارت کی (دارقطنی) ۱

اس حدیث کی سند میں بھی فی نفسہٖ ضعف پایا جاتا ہے، کیونکہ اس میں ایک راوی مجہول ہے۔ ۲

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک حدیث درجِ ذیل مفہوم کی مروی ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری موت کے بعد میری زیارت کی تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے میری حیات میں میری زیارت کی، اور جس نے میری زیارت کی، یہاں تک کہ وہ میری قبر تک پہنچ گیا تو میں قیامت کے دن اس کے لئے گواہ بنوں گا، یا یہ فرمایا کہ اس کی شفاعت کروں گا (ضعفاء الکبیر) ۳

---

۱ حدثنا أبو عبيد ,والقاضي أبو عبد الله ,وابن مخلد ,قالوا :نا محمد بن الوليد البسرى , نا وكيع ,نا خالد بن أبى خالد ,وأبو عون عن الشعبى ,والأسود بن ميمون ,عن هارون بن أبى قزعة ,عن رجل من آل حاطب ,عن حاطب ,قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من زارنى بعد موتى فكأنما زارنى فى حياتى ,ومن مات بأحد الحرمين بعث من الآمنين يوم القيامة(سنن الدارقطنى، رقم الحديث ۲۶۹۴، شعب الايمان، رقم الحديث ۳۸۵۵)

۲ قال البيهقى: كذا وجدته فى كتابى، وقال غيره :سوار بن ميمون، وقيل ميمون بن سوار، ووكيع هو الذى يروى عنه أيضا، وفى تاريخ البخارى ميمون بن سوار العبدى، عن هارون أبى قزعة، عن رجل من ولد حاطب، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم " :من مات فى احد الحرمين "، قال يوسف بن راشد :حدثنا وكيع، حدثنا ميمون. وقال ابن الملقن: روى أنه -صلى الله عليه وسلم -قال :من زارنى بعد موتى فكأنما زارنى فى حياتى، ومن زار قبرى فله الجنة .هذا الحديث مأخوذ من حديثين:أحدهما :من حديث هارون أبى قزعة، عن رجل من آل حاطب، عن حاطب (قال) : قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-من زارنى بعد موتى فكأنما زارنى فى حياتى، ومن مات فى أحد الحرمين بعث من الآمنين يوم القيامة .(أخرجه الدارقطنى كذلک) ، وهذا الرجل مجهول كما (ترى) (البدرالمنير، ج۶ص۲۹۳، الیٰ ۲۹۹، كتاب الحج، باب دخول مكة ومايتعلق به،الحديث السادس بعد التسعين)

وعن رجل من آل حاطب رفعه من زارنى متعمداً كان فى جوارى يوم القيامة الحديث أخرجه البيهقى وهو مرسل والرجل المذكور مجهول وزاد عبد الواحد التميمى فى جواهر الكلام من زارنى إلى المدينة ورواه عن أنس وعن أبى هريرة مرفوعاً من جاء مسجدى هذا لم يأته إلا بخير يتعلمه أو يعلمه فهو بمنزلة المجاهد فى سبيل الله ومن جاء لغير ذلک فهو بمنزلة الرجل ينظر إلى متاع غيره أخرجه ابن أبى شيبة وابن ماجه والحاكم والبيهقى وعن ابن عباس من حج إلى مكة ثم قصدنى فى مسجدى كتب له حجتان مبرورتان أخرجه الديلمى (تخريج احاديث الاحياء للعراقى، تحت رقم الحديث ۷۷۲)

۳ فضالة بن سعيد بن زميل المأربى عن محمد بن يحيى المأربى ، وحديثه ، غير محفوظ ، ولا يعرف إلا به. حدثناه سعيد بن محمد الحضرمى ، حدثنا فضالة بن سعيد بن زميل المأربى ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075530

اس حدیث کی سند کو محدثین نے شدید ضعیف اور بعض نے غیر محفوظ اور موضوع قرار دیا ہے۔ [۱]

خلاصہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کی فضیلت مختلف احادیث وروایات میں مذکور ہے، جن میں سے اگرچہ بعض روایات سند کے لحاظ سے غیر صحیح، موضوع یا شدید ضعیف وکمزور ہیں، لیکن بعض روایات اتنی شدید ضعیف وکمزور نہیں ہیں، اور وہ روایات ایک دوسرے کی تائید کرنے کی وجہ سے صحیح یا کم از کم حسن ومقبول درجہ حاصل کر لیتی ہیں، اور ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کی فضیلت کے ثابت ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔

البتہ بعض روایات میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت نہ کرنے کو ظلم سے تعبیر کیا گیا ہے، اور ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت نہ کرنے کا گناہ یا شدید ترین گناہ ہونا معلوم ہوتا ہے، اُن

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا محمد بن يحيى المأربى ، عن ابن جريج ، عن عطاء ، عن ابن عباس قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من زارنى فى مماتى كان كمن زارنى فى حياتى ، ومن زارنى حتى ينتهى إلى قبرى كنت له شهيدا يوم القيامة أو قال :شفيعا وهذا يروى بغير هذا الإسناد من طريق أيضا فيه لين(الضعفاء الكبير للعقيلى، رقم الحديث ۱۶۶۴)

[۱] قلت :(و) روى أيضا من حديث ابن عباس، رواه العقيلى فى تاريخ الضعفاء من حديث فضالة بن سعيد أبى زميل (المأربى) ، عن محمد بن يحيى (المأربى) ، عن ابن جريج، عن عطاء ، عن ابن عباس مرفوعا :من زارنى فى مماتى (فكان) كمن زارنى فى حياتى، ومن زارنى حتى ينتهى إلى قبرى كنت له يوم القيامة شهيدا - أو قال :شفيعا .قال العقيلى :فضالة بن سعيد عن محمد بن يحيى لا يتابع على حديثه، ولا يعرف إلا به .وفيه أيضا من حديث هارون بن قزعة عن رجل من آل الخطاب عن النبى -صلى الله عليه وسلم -قال :من زارنى (متعمدا) كان فى (جوارى) يوم القيامة .قال البخارى :(هارون) مدينى، لا يتابع عليه (البدرالمنير، ج۶ ص۲۹۳، الیٰ ۲۹۹، كتاب الحج، باب دخول مكة ومايتعلق به،الحديث السادس بعد التسعين)

وقال الحافظ العسقلانى: فضالة بن سعيد بن زميل المازنى :عن محمد بن يحيى المازنى قال العقيلى: حديثه غير محفوظ حدثنا سعيد بن محمد الحضرمى حدثنا فضالة حدثنا محمد بن يحيى عن ابن جريج عن عطاء عن ابن عباس رضى الله عنه مرفوعاً " :من زارنى فى مماتى كان كمن زارنى فى حياتى . "قلت :هذا موضوع على بن جريج ويروى فى هذا شىء أمثل من هذا انتهى وبقية كلام العقيلى ولا يعرف إلا به وكذا نقله بن عساكر عن العقيلى وقال أبو نعيم :روى المناكير لا شىء (لسان الميزان، ج۲، ص ۲۹۱)

وقال ابو عثمان: فضالة بن سعيد بن زميل المأربى. عن محمد بن يحيى المأربى. قال العقيلى :حديثه غير محفوظ، حدثناه سعيد بن محمد الحضرمى، حدثنا فضالة، حدثنا محمد بن يحيى، عن ابن جريج، عن عطاء ، عن ابن عباس -مرفوعا :من زارنى فى مماتى كان كمن زارنى فى حياتى . قلت :هذا موضوع على ابن جريج .ويروى فى هذا شء أمثل من هذا . (ميزان الاعتدال، تحت رقم الترجمة ۶۷۰۹، ج۳، ص۳۴۸، و ۳۴۹)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155O7530

روایات کی سند غیر معمولی ضعیف ہے۔

نیز فی نفسہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک کی زیارت کرنا باوجودیکہ انتہائی مبارک اور فضیلت والا عمل ہے، لیکن اس کا درجہ حج کے فرض کی طرح نہیں ہے، بلکہ جمہور اہلِ علم حضرات کے نزدیک سنت ومستحب درجہ کا عمل ہے۔

پس جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک کی حاضری کو حج کی طرح فرض یا ضروری سمجھتے ہیں، یا نعوذ باللہ تعالیٰ اس کو حج پر بھی ترجیح دیتے ہیں، یہ طرزِ عمل غلو اور حد سے تجاوز میں داخل ہے۔

اور اس کے برعکس جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک پر حاضری کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں، اور اس سے بڑھ کر نعوذ باللہ تعالیٰ اس کو بدعت خیال کرتے ہیں، یہ طرزِ عمل بھی اعتدال پر مبنی نہیں ہے، اور حق واعتدال ان دونوں طرز وطریقوں کے درمیان ہے، یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک پر حاضری سنت ومستحب درجہ کا عمل ہے، جس کی تفصیل ماقبل میں ذکر کی جاچکی ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155507530

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

روزہ اورتراویح کی ایک عظیم فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِیَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھَوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ قَالَ فَیُشَفَّعَانِ(مسند احمد) [1]

ترجمہ: روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے، روزہ عرض کرے گا کہ:

اے میرے رب! میں نے اس بندے کو دن میں کھانے پینے اور نفس کی خواہش پوری کرنے سے روکے رکھا تھا، آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما (اور اس کے ساتھ بخشش اور عنایت کا معاملہ فرما) اور قرآن کہے گا کہ: اے میرے رب! میں نے اس بندے کو رات کو سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا، آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما (اور اس کے ساتھ رحمت ومغفرت کا معاملہ فرما) چنانچہ روزہ وقرآن دونوں کی سفارش اس بندے کے حق میں قبول فرمائی جائے گی (اور اس کے لئے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرمادیا جائے گا)(مسند احمد)

اس حدیث میں ایک ساتھ روزہ اور قرآن مجید کی سفارش کا ذکر ہے کہ وہ قیامت کے روز بندے کی سفارش کریں گے اور اُن کی سفارش قبول کی جائے گی۔

اور جب رمضانُ المبارک میں دن کے وقت روزہ رکھا جائے اور رات کو تراویح میں قرآن مجید کی تلاوت یا

---

[1] رقم الحدیث ۶۳۳۷، المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث۸۸، مستدرک حاکم رقم الحدیث ۲۰۳۶.
رَوَاہُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِیُّ فِی الْکَبِیرِ ، وَرِجَالُ الطَّبَرَانِیِّ رِجَالُ الصحیح (مجمع الزوائدج۳ص ۱۸۱)
قال احمد بن أبی بکر بن إسماعیل البوصیری: رواہ أبویعلی الموصلی وفی سندہ ابن لہیعة، لکن رواہ أحمد بن حنبل والطبرانی فی الکبیر ورجالہما رجال الصحیح ورواہ ابن أبی الدنیا بإسناد حسن والحاکم وصححہ.(اتحاف الخیرة المہرة بزوائد المسانید العشرة، ج۳ص۶۷،باب فی صوم شہر رمضان وفضلہ)
وقال المنذری: رواہ أحمد والطبرانی فی الکبیر ورجالہ محتج بہم فی الصحیح ورواہ ابن أبی الدنیا فی کتاب الجوع وغیرہ بإسناد حسن والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم(الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۵۰)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

اُس کی سماعت کی جائے، تو یہ دونوں مقصد ایک ساتھ حاصل ہوجاتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْقُرْآنُ مُشَفَّعٌ وَمَاحِلٌ مُصَدَّقٌ مَنْ جَعَلَهُ إِمَامَهُ قَادَهُ إِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ سَاقَهُ إِلَى النَّارِ (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۱۲۴، كتاب العلم)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن (اہلِ قرآن کے حق میں) سفارش کیا ہوا ہے، اور (قرآن اہلِ قرآن کا) دفاع کرے گا، اور قرآن مجید تصدیق کیا ہوا ہے، جس نے قرآن کو اپنا پیشوا بنایا، تو یہ اُسے جنت کی طرف لے جائے گا، اور جس نے اس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے کیا، تو وہ اُسے جہنّم میں لے جائے گا (ابنِ حبان)

نمازِ تراویح میں پڑھے ہوئے قرآن مجید کے ذریعہ سے بھی مذکورہ فضیلت حاصل ہوجاتی ہے، پس رمضان المبارک میں دن کے وقت روزہ اور رات کے وقت تراویح کا ہر مسلمان کو اہتمام کرنا چاہیے۔

Idara Ghufran

مقالات ومضامین (جنت اوراس کی بہاریں:قسط۱۱) مفتی محمدامجد حسین

جنت کے قرآنی مناظر

(گزشتہ سے پیوستہ)

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ(سورة الاعراف، رقم الآية ۴۶)

ترجمہ:اوران دونوں کے درمیان ایک دیوار ہوگی اوراعراف کے اوپرایسے مرد ہوں گے کہ (جنت وجہنم والوں میں سے) ہرایک کواس کی نشانی سے پہچان لیں گے اور جنت والوں کو پکارکرکہیں گے کہ تم پرسلام ہووہ (اہلِ اعراف)ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے لیکن (جنت میں داخلے کے)امیدوار ہیں(سورہ اعراف)

یہ اعراف کیا ہے؟

سورۂ حدید میں ایک حصاراور دیوار کا ذکر ملتا ہے، جو جنت اور جہنم کے درمیان قیامت کے دن قائم اور حائل کی جائے گی،اس حصار ودیوار کے اندرونی جانب،اہل ایمان ہوں گے،جن کے پاس نورایمان ہوگا،ہدایت کی روشنی ہوگی،اوراس روشنی میں یہ پل صراط کے مراحل طے کرکے جنت کی طرف جائیں گے، اور بیرونی جانب اہلِ نفاق، منافقین ہوں گے، جو دنیا میں مسلمانوں کے ساتھ خلط ملط تھے، مسلمانوں کے معاشرے اورقوم کا حصہ تھے،مسلمانوں کے ساتھ رشتے ناطےاورعلائق وتعلقات کے بندھن میں بھی بندھے ہوئے،لیکن اندر سے ایمان ویقین کا معاملہ خراب تھا،اعمال بھی مجموعی طور پرایسے ہی تھے، یہ شروع میں مسلمانوں کے ساتھ ہوں گے،لیکن پل صراط کی مشکل ترین گھاٹی پرپہنچیں گے،تو مومنین ومنافقین کے درمیان ایک یہ دیوارحائل کردی جائے گی،دونوں گروہ اور طبقے ایک دوسرے سے الگ وممتاز ہوجائیں گے،ایک کا ایمانی سفر ہدایت کی روشنی میں دیوار کی اندرونی جانب،آ گے کو، جانبِ جنت کوجاری رہے گا،دوسرا گروہ اس دیوار کی پھاٹک کے حائل ہونے کی وجہ سے باہراندھیروں میں گِھر جائے گا،نجات کے راستے،آ گے بڑھنے کے راستے،ان پر بند کردیے جائیں گے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

ذرا سورہ حدید کی یہ متعلقہ آیت ملاحظہ ہو:

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِن قِبَلِهِ الْعَذَابُ(سورة الحديد، رقم الآية ۱۳)

ترجمہ: جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ان سے کہیں گے جو ایمان لائے ہیں کہ ہمارا انتظار کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی لے لیں کہا جائے گا اپنے پیچھے (دنیا میں) لوٹ جاؤ پھر روشنی تلاش کرو (کیونکہ یہ روشنی وہی نورِ ایمان اور نورِ اعمال ہے، جو دنیا سے ساتھ لانا پڑتی ہے) پس ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا اس کے اندر تو رحمت ہوگی اور اس کے باہر کی طرف عذاب ہوگا (سورہ حدید) [1]

ائمہ تفسیر نے سورہ اعراف کی آیت میں مذکور حجاب واعراف (یعنی ''بینھما حجاب، وعلی الاعراف'' میں جس کا تذکرہ ہے) سے یہی فصیل اور دیوار وحصار (سورہ رعد والی) مراد لی ہے، اور اعراف ''عرف'' کی جمع ہے، عرف ہر چیز کے اوپر والے حصے کو، چوٹی کو کہتے ہیں، تو گویا کے اعراف اسی فصیل کی چوٹی اور اوپر والا حصہ ہوگا، جس فصیل کا تذکرہ سورہ حدید میں آیا ہے، جو مومنین ومنافقین میں پل صراط کے داخلی راستے پر حائل کردیا جائے گا، اب یہ فصیل اوپر سے کتنی وسیع وعریض ہوگی، یہ اللہ ہی جانتا ہے، آخر دنیا میں بھی ''برج الخلیفہ'' ''سابقہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر''، ''مکہ ٹاور'' وغیرہ تہذیبِ جدید کے شاہکار، ٹاور و مینار نما پلازوں، اور بلڈنگوں کا دنیا جہان میں جال بچھا ہوا ہے، جو نام کی حد تک تو ایک مینار و ٹاور ہیں، اور دیکھنے میں ایک طویل وعریض مینار یا حصار ہی نظر آتے ہیں، لیکن اندر ان کے پورے پورے شہر اور تجارتی منڈیاں قائم وآباد ہوتی ہیں۔ [2]

---

[1] وقوله:(فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِن قِبَلِهِ الْعَذَابُ) يقول تعالى ذكره: فضرب الله بين المؤمنين والمنافقين بسُور، وهو حاجز بين أهل الجنة وأهل النار(تفسير الطبرى، سورة الحديد، تحت رقم الآية ۱۳)

[2] وأما قوله :(وعلى الأعراف رجال)، فإن "الأعراف "جمع، واحدها "عُرُف"، وكل مرتفع من الأرض عند العرب فهو "عُرُف"، وإنما قيل لعُرف الديک"عرف"، لارتفاعه على ما سواه من جسده(التفسير الطبرى، ج۱۲، ۴۴۹)

وبينهما اى بين الجنة والنار وقيل بين اهل الجنة واهل النار حجاب وهو سور الذى ذكره الله تعالى فى سورة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075330

پس سورہ اعراف کی اس مذکورہ آیت (وبینہما حجاب) سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اس مقام پر، اس فصیل کے اوپر، چوٹی پہ کچھ لوگ ہوں گے، جو بوجہ درمیان میں ہونے، اور بلندی پر ہونے کے، جنت و جہنم میں اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کو دیکھ رہے ہوں گے، اور ان دونوں طبقوں سے ان کی بات چیت اور مکالمہ بھی ہوگا، جس کا سورہ اعراف کی ان آیات میں آگے تک ذکر ہے۔

اہلِ اعراف کون ہوں گے؟

قیامت کے دن کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے، جو جہنم سے نجات کا پروانہ تو حاصل کر لیں گے، لیکن جنت میں جانے کی اجازت ان کو نہیں ملے گی، ان کو درمیان میں روک لیا جائے گا، گو آئندہ ان کو جنت میں بھیجنا طے ہوگا، لیکن اس درمیان ان کو عذاب وثواب دونوں کے بیچوں بیچ کچھ مرحلوں سے گزارا جائے گا۔

ان کو درمیان میں کیوں روکا اور رکھا جائے گا!

احادیث وآثار اور خود مفسرین کے اقوال سے مختلف وجوہات، ان کو روکے جانے کی معلوم ہوتی ہیں، جن میں صحیح اور جمہور مفسرین کے نزدیک زیادہ قابلِ اعتماد وجہ یہ ہے کہ:

یہ وہ لوگ ہوں گے کہ جن کے حسنات اور سیئات، اچھائیاں اور برائیاں، ترازو میں تلنے پر بالکل برابر سرابر نکلیں گی، اور اصل ایمان جو نجات کے لئے ضروری ہے، وہ بنیادی طور پر ان میں موجود ہوگا، لہٰذا اپنے ایمان اور نیکیوں کی وجہ سے جہنم میں جانے سے تو بچ جائیں گے، لیکن سیئات اور گناہوں کی وجہ سے جنت میں داخلے سے روک لئے جائیں گے، اور بالآخر (اللہ ہی جانے کتنے زمانہ بعد) رحمتِ خداوندی کے سبب اعراف سے چھوٹ کر جنت میں بھیج دیئے جائیں گے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الحديد فضرب بينهم بسور له باب وقد ذكر هناک تفسيره وعلى الأعراف اى على اعراف الحجاب يعنى على أعالى السور المضروب بينهما جمع عرف مستعار من عرف الفرس اخرج هناد من طريق مجاهد عن ابن عباس قال الأعراف سور كعرف الديک وقيل العرف ما ارتفع من الشىء فانه يكون لظهوره اعرف من غيره رجال اختلف الأقوال فى هؤلاء الرجال أوجهها انهم قوم استوت حسناتهم وسيئاتهم منعت حسناتهم من دخول النار وتقاصرت من دخول الجنة كذا اخرج ابن مردوية عن جابر بن عبد الله عنه صلى الله عليه واله وسلم واخرج ابن جرير والبيهقى من طريق ابى طلحة عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم الأعراف سور بين الجنة والنار وأصحابه رجال كانت لهم ذنوب عظام حبسهم امر الله يقومون على الأعراف يعرفون اهل النار لسواد الوجوه واهل الجنة ببياض الوجوه (التفسير المظهرى، ج۳، ص۳۵۴)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

اعراف گویا آخرت کی حوالات ہے

گویا اس اعراف کی حیثیت ایک اعتبار سے حوالات کی سی ہوگی، جو جیل سے کم درجہ رکھتا ہے، لیکن انعام وراحت کی جگہ نہیں، اس لئے مجرم پر جب تک جرم ثابت نہ ہو، محض الزام ہو، اور وہ ملزم کی حیثیت میں ہو، تو اسے جیل بھیجنے کا فیصلہ ہونے تک، یا رہائی کا فیصلہ ہونے تک تفتیش کے عرصے میں حوالات میں نظر بند رکھا جاتا ہے۔

(وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ)

یہ اہلِ اعراف، اہلِ جنت کو دیکھیں گے، تو علاوہ جنت میں ہونے کے ان کے چہرے بشرے، ان کے آثار ونشان ان کی چہروں کی نورانیت وتقدیس سے ان کو جانیں گے کہ یہ انعام یافتہ، نجات یافتہ لوگ ہیں، تو یہ ان پر سلام کہیں گے، یہ سلام گویا کہ ایک طرح کی اہلِ جنت کو اہلِ اعراف کی جانب سے نجات پانے پر مبارک بادی، پیغام تہنیت وتبریک، ان کے اچھے اعمال اور اچھی زندگی گزار کر نجات پانے پر تعریف وتوصیف ہوگی، کیونکہ یہ اہلِ اعراف جنت میں جانے کے مشتاق اور اس کے منتظر ہوں گے، تو اہلِ جنت سے باتیں کر کے، مکالمہ کر کے، ان کی تعریف وتوصیف کر کے، اپنے جذبات وشوق کا مظاہرہ کریں گے۔

وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (سورة الحديد، رقم الآية ۷)

ترجمہ: اور جب ان (اعراف والوں) کی نگاہ دوزخ والوں کی طرف پھرے گی تو کہیں گے اے رب ہمارے ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ ملا (سورہ اعراف)

دوسری جانب ان اہلِ اعراف کی جب جہنم پہ نظر پڑے گی، تو وہ وہاں کے رنج ومشقت، عذاب وتکلیفات، مشکلات ومصائب، آہ وبکا، شور وفریاد، برے حالات دیکھیں گے، تو کانپ اٹھیں گے، اور اللہ کے حضور گڑ گڑائیں گے کہ ہمیں اس برے انجام سے ہمارے رب بچا کے رکھیو۔

Idara Ghufran

مقالات و مضامین

مولانا محمد ناصر

اشارے سے سلام کرنا

احادیث میں زبان سے سلام کرنے کے بجائے ہاتھ وغیرہ کے اشارہ سے سلام کرنے کو یہود ونصاریٰ کا طریقہ بتلایا گیا ہے، اوراس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا تُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى، فَإِنَّ تَسْلِيْمَهُمْ بِالْأَكُفِّ وَالرُّؤُوْسِ وَالْإِشَارَةِ (السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث ۱۰۱۰۰، عمل الیوم واللیلة للنسائی، رقم الحدیث ۳۴۰، المنتقیٰ من عمل الیوم واللیلة، کراھیة التسلیم بالأکف والرؤوس والإشارة) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہود ونصاریٰ کے سلام کی طرح سلام نہ کرو۔اس لیے کہ اُن کا سلام ہتھیلیوں اور سَروں اور اشارے سے ہوتا ہے(سنن کبریٰ نسائی)

مذکورہ حدیث میں ہتھیلیوں اور سَروں اور اشارے سے سلام کرنے سے منع کیا گیا ہے، اور اسے یہود ونصاریٰ کا سلام بتلایا گیا ہے۔

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَسْلِيْمُ الرَّجُلِ بِأُصْبُعٍ وَاحِدَةٍ يُشِيْرُ بِهَا فِعْلُ الْيَهُوْدِ (المعجم الاوسط، رقم حدیث ۷۴۳۴، مسند ابی یعلیٰ، رقم حدیث ۱۸۷۵) [2]

---

[1] قال الحافظ العسقلانی: اخرج النسائی بسند جید (فتح الباری لابن حجر، ج ۱۱، ص ۱۴، قوله باب السلام اسم من أسماء الله تعالى)

[2] رجاله رجال الصحیح (حاشیه مسند ابی یعلیٰ)

قال الهیثمی: رواه أبو یعلی والطبرانی فی الأوسط واللفظ له، ورجال أبی یعلی رجال الصحیح (مجمع الزوائد، تحت رقم حدیث ۱۲۷۷۸، باب ما نهی عنه من الإشارة فی السلام)

قال المنذری: رواه أبو یعلی ورواته رواة الصحیح والطبرانی واللفظ له (الترغیب والترهیب، تحت رقم حدیث ۴۱۲۵)

Idara Ghufran

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا ایک اُنگلی کے اشارے کے ساتھ سلام کرنا یہودیوں والا کام ہے (طبرانی، ابویعلیٰ)

مذکورہ حدیث میں ایک اُنگلی کے اشارہ سے سلام کرنے کو یہودیوں والا کام بتلایا گیا ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا وَلَا تُسَلِّمُوْا بِتَسْلِيْمِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى فَإِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ بِالْأَكُفِّ، وَتَسْلِيْمَ النَّصَارٰى بِالْإِشَارَةِ (مسند الشاميين للطبرانی، رقم الحديث ۵۰۳)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہمارے غیروں (یعنی غیر مسلموں) کے ساتھ مشابہت اختیار کی، وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے۔

اور تم یہود ونصاریٰ کے سلام کی طرح سلام نہ کرو۔ اور یہود کا سلام ہتھیلی (کے اشارے) سے اور نصاریٰ (عیسائیوں) کا سلام (انگلیوں کے) اشارہ سے ہوتا ہے (طبرانی)

مذکورہ حدیث میں غیروں (یعنی غیر مسلموں) کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کی بُرائی بیان ہوئی، اور سلام کرنے میں بھی غیروں کی نقل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا، لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى، فَإِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْإِشَارَةُ بِالْأَصَابِعِ، وَتَسْلِيْمَ النَّصَارٰى الْإِشَارَةُ بِالْأَكُفِّ (ترمذی، رقم الحديث ۲۶۹۵، أَبْوَابُ الِاسْتِئْذَانِ وَالْآدَابِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ إِشَارَةِ الْيَدِ بِالسَّلَامِ، واللفظ لهٗ؛ المعجم الاوسط للطبرانی، رقم حديث ۷۳۸۰) [۱]

---

[۱] قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ وَرَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ، هَذَا الحَدِيثَ عَنْ ابْنِ لَهِيعَةَ، فَلَمْ يَرْفَعْهُ (ترمذی، تحت رقم الحديث ۲۶۹۵)

وقال الملاعلی القاری: رواه الترمذی وقال إسناده ضعيف ولعل وجهه أنه من عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده وقد تقدم الخلاف فيه وأن المعتمد أن سنده حسن (مرقاة المفاتيح، باب السلام)

قال عبد القادر الأرناؤوط: ولكن له شواهد بمعناه يقوى بها (روضة المحدثين، تحت رقم الحديث ۴۷۵۷)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے، جو ہمارے غیروں (یعنی غیر مسلموں) کے ساتھ مشابہت اختیار کرے۔
تم یہودیوں اور نصاریٰ (یعنی عیسائیوں) کے ساتھ ہرگز مشابہت اختیار نہ کرو۔
پس یہودیوں کا سلام انگلیوں سے اشارہ کرنا اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلی سے اشارہ کرنا ہے
(ترمذی، طبرانی)

مذکورہ احادیث میں غیر مسلموں اور خاص طور پر یہود و نصاریٰ کی مشابہت اور نقل اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے، اور اس پر وعید سُنائی گئی ہے کہ ایسا شخص ہم میں سے نہیں۔

لہٰذا غیر مسلموں اور خاص طور پر یہود و نصاریٰ کے کاموں کو پسند کرنے اور اُن کی مشابہت اور نقل اختیار کرنے سے بچنا چاہئے۔

نیز مذکورہ حدیث میں انگلیوں کے اشارہ سے سلام کرنے کو عیسائیوں کا سلام بتلایا گیا ہے، جبکہ پہلے حدیث میں اُنگلی کے اشارے کے ساتھ سلام کرنے کو یہودیوں والا کام بتلایا گیا تھا، اور بعض احادیث میں ہتھیلی کے اشارے سے سلام کرنے کو یہودیوں کا سلام بتلایا گیا ہے۔

تو مقصود یہ ہے کہ یہودی و عیسائی سلام کے لئے اشارہ کرتے ہیں، خواہ ہتھیلی سے اشارہ کریں یا انگلی سے اشارہ کریں، یا سر سے اشارہ کریں، تو اُن کی مشابہت اختیار کرنے سے بچنا چاہئے۔

اس لئے زبان سے سلام کرنے کے بجائے ہاتھ سے مذکورہ اشارے کرنا یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کی نقل اور سنت کے خلاف ہے، مسلمانوں کو غیر مسلموں کے سلام کے طریقوں سے بچتے ہوئے اسلامی طریقہ کے مطابق زبان سے سلام کرنا چاہیے۔ [1]

البتہ زبان سے سلام کرنے کے ساتھ ساتھ اگر ہاتھ اٹھانے کی ضرورت ہو مثلاً جس کو سلام کیا جائے یا جس کو سلام کا جواب دیا جائے اس کے دُور ہونے یا کم سننے یا اس کے بہرا، گونگا وغیرہ ہونے کی وجہ سے اس تک آواز پہنچانا مشکل ہو، یا قانونی طور پر سلام کے لئے ہاتھ سے اشارہ کرنے کی پابندی ہو (جیسے سیلوٹ کرنا) تو ایسی صورت میں زبان سے سلام کے الفاظ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ہاتھ سے سلام کا اشارہ

---

[1] أی لا تتشبهوا باليهود ولا بالنصارى زيد لا لزيادة التأكيد فإن تسليم اليهود الإشارة بالأصابع وتسليم النصارى الإشارة بالأكف بفتح فضم جمع كف والمعنى لا تشبهوا بهم جميعا فى جميع أفعالهم خصوصا فى هاتين الخصلتين (مرقاة المفاتيح، باب السلام)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

کرلیا جائے، تو حرج نہیں (کذا فی امداد المفتین، امداد الفتاویٰ، فتاویٰ محمودیہ، فتاویٰ رحیمیہ، الاذکار النووی) [1] کیونکہ اس صورت میں اصل سلام تو زبان سے کیا گیا ہے، جس سے غیر مسلموں کی مخالفت ہوگئی، اور سلام کا اشارہ ضرورت کی وجہ سے کیا گیا ہے، غیر مسلموں کی نقل اختیار کرنے کے لئے نہیں کیا گیا۔ [2]

نیز علماء نے فرمایا ہے کہ زبان سے سلام کے الفاظ ادا کرنے پر قادر ہونے کے باوجود اگر کوئی زبان سے

---

[1] یکره السلام أو رده بالإشارة بالرد باليد أو بالرأس بغير نطق بالسلام مع القدرة وقرب المسلم عليه؛ لأن ذلك من عمل أهل الكتاب : اليهود والنصارى لقوله -صلى الله عليه وسلم -فيما رواه عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده ليس منا من تشبه بغيرنا، لا تشبهوا باليهود ولا بالنصارى، فإن تسليم اليهود الإشارة بالأصابع، وتسليم النصارى الإشارة بالأكف . فإن كانت الإشارة مقرونة بالنطق، بحيث وقع التسليم أو الرد باللسان مع الإشارة، أو كان المسلم عليه بعيدا عن المسلم، بحيث لا يسمع صوته فيشير إليه بالسلام بيده أو رأسه ليعلمه أنه يسلم، فلا كراهة وتكفى الإشارة فى السلام على أصم أو أخرس، أو الرد على سلامه، خلافا لما ذكره النووى فى الأذكار عن المتولى حيث قال :إذا سلم على أصم لا يسمع، فينبغى أن يتلفظ بلفظ السلام لقدرته عليه، ويشير باليد حتى يحصل الإفهام ويستحق الجواب، فلو لم يجمع بينهما لا يستحق الجواب قال :وكذا لو سلم عليه أصم وأراد الرد فيتلفظ باللسان ويشير بالجواب ليحصل به الإفهام ويسقط عنه فرض الجواب .قال :ولو سلم على أخرس فأشار الأخرس باليد سقط عنه الفرض؛ لأن إشارته قائمة مقام العبارة .وكذا لو سلم عليه أخرس بالإشارة يستحق الجواب مع العبارة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۵، ص ۱۵۹، وص ۱۶۰، مادة "سلام"، السلام أو رده بالإشارة)

[2] اور ضرورت کے موقعوں پر مثلاً نماز میں کیے گئے سلام کا ہاتھ یا سَر کے اشارے سے جواب دینا، اور عورتوں کی جماعت کو ہاتھ کے اشارے سے سلام کرنے کا متعدد احادیث میں ذکر آیا ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ صُهَيْبٍ، قَالَ :مَرَرْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّى، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ إِلَيَّ إِشَارَةً، وَقَالَ :لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ :إِشَارَةً بِإِصْبَعِهِ، وَفِى البَابِ عَنْ بِلَالٍ، وَأَبِى هُرَيْرَةَ، وَأَنَسٍ، وَعَائِشَةَ (ترمذى، رقم الحديث ۳۶۷، ابوداؤد، رقم الحديث ۹۲۵، مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۹۳۱)

فى حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن.

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ إِلَى حَاجَةٍ لَهُ فَجَاءَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ " :إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِى أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّى كُنْتُ أُصَلِّى (السنن الكبرىٰ للبيهقى، رقم الحديث ۳۳۹۹)

نَافِعٌ قَالَ :سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ :خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قُبَاءَ يُصَلِّى فِيهِ قَالَ :فَجَاءَتْهُ الْأَنْصَارُ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّى قَالَ :فَقُلْتُ لِبِلَالٍ :كَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّى؟ قَالَ :يَقُولُ :هَكَذَا، وَبَسَطَ كَفَّهُ وَبَسَطَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ كَفَّهُ وَجَعَلَ بَطْنَهُ أَسْفَلَ وَظَهْرَهُ إِلَى فَوْقَ "(السنن الكبرىٰ للبيهقى، رقم الحديث ۳۴۰۶)

ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَ :أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْحَبَشَةِ أُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَوَجَدْتُهُ قَائِمًا يُصَلِّى فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَوْمَأَ بِرَأْسِهِ "وَكَانَ مُحَمَّدٌ يَأْخُذُ بِهِ هَذَا هُوَ الْمَحْفُوظُ مُرْسَلٌ (السنن الكبرىٰ للبيهقى، رقم الحديث ۳۴۰۸، باب الاشارة برد السلام)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075530

سلام نہ کرے، اور صرف سلام کا اشارہ کرے، تو ایسے سلام کا جواب دینا بھی واجب نہیں ہوتا، لیکن جو شخص زبان سے سلام کے الفاظ ادا کرنے پر قادر نہ ہو، مثلاً گونگا ہو، اور وہ سلام کا اشارہ کرے، تو ایسے سلام کا جواب دینا واجب ہے، اگر زبان سے سلام کا جواب دینے پر قادر ہو تو زبان سے جواب دے، ورنہ ہاتھ کے اشارے یا ہونٹوں کی حرکت سے سلام کا جواب ضروری ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :تَسْلِيمُ الرَّجُلِ عَلَى الرَّجُلِ بِإِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ فِعْلُ الْيَهُودِ " ."وَيُحْتَمَلُ وَاللهُ أَعْلَمُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِهِ كَرَاهِيَةَ الِاقْتِصَارِ عَلَى الْإِشَارَةِ فِي التَّسْلِيمِ دُونَ التَّلَفُّظِ بِكَلِمَةِ التَّسْلِيمِ، إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي صَلَاةٍ تَمْنَعُهُ مِنَ التَّكْلِيمِ " (شعب الایمان، رقم الحدیث ۸۵۲۱)

أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ، تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِي المَسْجِدِ يَوْمًا وَعُصْبَةٌ مِنَ النِّسَاءِ قُعُودٌ، فَأَلْوَى بِيَدِهِ بِالتَّسْلِيمِ وَأَشَارَ عَبْدُ الحَمِيدِ بِيَدِهِ (ترمذی، رقم الحدیث ۲۶۹۷، بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى النِّسَاءِ، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۷۵۸۹، الادب المفرد للبخاری، رقم الحدیث ۱۰۴۷، باب التسلیم علی النساء، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۴۴۵)

قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ :لَا بَأْسَ بِحَدِيثِ عَبْدِ الحَمِيدِ بْنِ بَهْرَامَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ وقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ :شَهْرٌ حَسَنُ الحَدِيثِ وَقَوَّى أَمْرَهُ وقَالَ :إِنَّمَا تَكَلَّمَ فِيهِ ابْنُ عَوْنٍ ثُمَّ رَوَى عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي زَيْنَبَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ :أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، عَنْ ابْنِ عَوْنٍ، قَالَ :إِنَّ شَهْرًا نَزَكُوهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ :قَالَ النَّضْرُ :نَزَكُوهُ أَيْ طَعَنُوا فِيهِ وَإِنَّمَا طَعَنُوا فِيهِ لِأَنَّهُ وَلِيَ أَمْرَ السُّلْطَانِ.

وفی حاشیة مسند احمد: حدیث حسن.

(لا تسلموا تسليم اليهود والنصارى فإن تسليمهم إشارة بالكفوف) وفي رواية بالأكف (والحواجب) فلا يكفي لإقامة السنة أن يأتي بالتحية بغير لفظ كالإشارة بشيء مما ذكر أو بالانحناء ولا بلفظ غير السلام ومن فعل ذلك لم يجب جوابه ومن سلم لا يجزء في جوابه إلا السلام ولا يكفي الرد بالإشارة بل ورد الزجر عنه في عدة أخبار هذا منها قال بعضهم :ولهذا لم يكن المصطفى صلى الله عليه وسلم يرد على المسلم بيده ولا رأسه ولا أصبعه إلا في الصلاة قال النووي :ولا يرد عليه خبر أسماء مر النبي صلى الله عليه وسلم في المسجد وعصبة من النساء قعود فألوى يده بالتسليم فإنه محمول على أنه جمع بين اللفظ والإشارة وخص بمن قدر على اللفظ حسا وشرعا وإلا فهي مشروعة لمن في شغل منعه من اللفظ بجواب السلام كالمصلي والأخرس وكذا السلام على الأصم (فيض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ۹۷۹۸)

[۱] أما الأصم ومن في حكمه، وغير المقدور على إسماعه كالبعيد، فالإشارة مشروعة في حقه، وقال بعض الفقهاء :إذا سلم على أصم لا يسمع ينبغي أن يتلفظ بالسلام، لقدرته عليه، ويشير باليد .ويسقط فرض الرد من الأخرس بالإشارة، لأنه مقدوره، ويرد عليه بالإشارة والتلفظ معا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴، ص ۲۸۴، مادة "اشارة"، التسليم بالإشارة)

إن السلام سنة واستماعه مستحب، وجوابه أي رده فرض كفاية، وإسماع رده واجب بحيث لو لم يسمعه لا يسقط هذا الفرض عن السامع حتى قيل لو كان المسلم أصم يجب على الراد أن يحرك شفتيه ويريه بحيث لو لم يكن أصم لسمعه اهـ (ردالمحتار، ج۶، ص۴۱۳، و۴۱۴، كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

بسلسلہ: تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ جمادی الاخریٰ: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

❑......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۰۲ھ: میں حضرت ابوزکریا یحییٰ بن علی بن محمد بن حسن بن بسطام شیبانی تبریزی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۲۷۱)

❑......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۰۵ھ: میں حضرت حجۃ الاسلام زین الدین ابوحامد محمد بن محمد بن محمد بن احمد طوسی شافعی غزالی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ امام غزالی کے نام سے مشہور تھے، اور کئی مشہور کتب کے مصنف ہیں (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۳۲۳، ملخصاً)

❑......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۰۵ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عیسیٰ بن حسن تمیمی مغربی سبتی مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۲۶۶)

❑......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۰۷ھ: میں حضرت ابومنصور علی بن محمد بن علی انباری بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۲۸۱)

❑......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۰۷ھ: میں حضرت ابوالخیر عبداللہ بن مرزوق ہروی انصاری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۳۰۱، تذکرۃ الحفاظ، ج ۴ ص ۳۰، طبقات الحفاظ، ج ۱ ص ۴۵۳)

❑......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۰۷ھ: میں حضرت ابوعلی اسماعیل بن ابوبکر احمد بن حسین بیہقی خسروجردی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۳۱۴)

❑......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۰۷ھ: میں حضرت ابوالخیر عبداللہ بن مرزوق اصم ہروی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۳۸۰)

❑......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۰۷ھ: میں حضرت ابوبکر احمد بن علی بن بدران بن علی حلوانی بغدادی مقری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۳۸۱)

❑......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۱۰ھ: میں حضرت ابوطاہر محمد بن حسین بن محمد بن ابراہیم حنائی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۴۳۷)

❑......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۱۰ھ: میں حضرت ابوالخطاب محفوظ بن احمد بن حسن بن حسن عراقی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

بغدادی ازجی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۳۴۹)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۱۴ھ : میں حضرت ابونصر عبدالرحیم بن عبدالکریم بن ہوازن قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۴۲۶)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۱۸ھ : میں حضرت ابوبکر غالب بن عبدالرحمٰن بن غالب بن تمام بن عطیہ محاربی اندلسی غرناطی مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۵۸۷،تذکرۃ الحفاظ ،ج۴ص۴۵،طبقات الحفاظ، ج۱ ص ۴۶۰)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۲۰ھ : میں حضرت ابوبحر سفیان بن عاص بن احمد بن عاص بن سفیان بن عیسیٰ اسدی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۵۱۶)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۲۱ھ : میں حضرت ابوالحسن علی بن عبدالواحد بن احمد دینوری بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۵۲۶)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۲۴ھ : میں حضرت ابونصر احمد بن عبداللہ بن احمد بن رضوان بن محمد بن رضوان بغدادی مراتبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۵۳۰)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۲۴ھ : میں حضرت ابوعبداللہ حسین بن محمد بن عبدالوہاب بن احمد بن محمد بن حسن بن قاسم بن عبیداللہ بن سلیمان حارثی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۹ص ۵۳۶)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۳۰ھ : میں حضرت ابوبکر محمد بن علی بن شیخ ابوذر محمد بن ابراہیم صالحانی اصبہانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۵۸۶)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۳۱ھ : میں حضرت ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن احمد بن عمر بغدادی حریری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۵۹۴)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۳۲ھ : میں حضرت ابوالحسن یونس بن محمد بن مغیث بن محمد بن یونس بن عبداللہ بن محمد بن مغیث قرطبی مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص ۱۲۳)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۳۵ھ : میں حضرت ابومنصور عبدالجبار بن احمد بن محمد بن عبدالجبار بن توبہ عکبری شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص ۳۵)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۳۹ھ : میں حضرت ابوالمعالی محمد بن اسماعیل بن محمد بن حسین بن قاسم فارسی نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص ۹۳)

Idara Ghufran

❐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۴۱ھ: میں حضرت ابوبکر وجیہ بن طاہر بن محمد بن محمد بن احمد شحامی نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ص۱۱۰)

❐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۴۱ھ: میں حضرت ابوالبرکات اسماعیل بن ابی سعد احمد بن محمد بن دوست نیشاپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ص۱۶۱)

❐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۴۲ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن علی بن احمد بن اندلسی مریی رشاطی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ص۲۶۰،تذکرۃ الحفاظ،ج۴ص۶۹،طبقات الحفاظ،ج۱ص۴۷۱)

❐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۴۴ھ: میں غازی سیف الدین بن زنکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ص۱۹۳)

❐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۴۸ھ: میں حضرت ابوالحسین احمد بن منیر بن احمد بن مفلح اطرابلسی رفاء رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ص۲۲۴)

Idara Ghufran

علم کے مینار مفتی محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

خواتینِ اسلام روایتِ حدیث کے میدان میں

صحابیات سے شروع ہوکر پورے ہزار سال تک (اوراس کے بعد بھی) ہر زمانے، ہر صدی میں خواتین اسلام کی علم کے پھیلاؤ اور اشاعت اور خصوصاً روایتِ حدیث کے باب میں زریں کارنامے اور سنہری خدمات اوراقِ تاریخ میں محفوظ اور صفحاتِ ایام پر ثبت ہیں۔

ہر زمانے کی ان باکمال خواتین سے حدیث، نقل اور روایت کرنے والوں کی فہرست میں بڑے بڑے اساطینِ امت، ائمہ محدثین، علماء کبار، مشاہیرِ اسلام شامل ہیں۔

تاریخ سے اس کے مزید کچھ نمونے ملاحظہ ہوں:

(۱)......جلیل القدر صحابی، ابن عمِ رسول، خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جن کا اسلام کے عدالتی نظام میں پایہ سب سے بلند ہے کہ نطق رسالت نے ان کے بارے میں ''اقضاہم علی'' (کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا قاضی علی ہے) کی خبر دی، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ خادمہ حضرت میمونہ بنت سعد سے بعض مسائل معلوم کرنے کے لئے رجوع کرتے تھے (ان کے حالات کے لئے دیکھئے الاصابہ ج۱ص۱۶۶)

(۲)......امام محمد بن شہاب زہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴ھ)

آپ طبقہ تابعین میں سے امت کے وہ جلیل القدر امام ہیں، جنہوں نے پہلی صدی ہجری کے اختتام کے قریب خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے حکم اور شاہی فرمان پر نبی علیہ السلام کی احادیث کو محفوظ کرنے کے لئے کتابی صورت میں روایاتِ حدیث کو سند اور متن کے ساتھ محفوظ ومنضبط کرنے کے مبارک عمل کا باضابطہ آغاز کیا، اور مدینہ وغیرہ شہروں میں ایک ایک گھر ایک ایک دروازے پر جا کر راویانِ حدیث کی کھوج لگاتے، ان سے روایت پوچھتے، اور نقل کرتے، محفوظ کرتے، انہوں نے بہت سی خواتین سے بھی حدیث کی روایات لی ہیں، جن میں سے ایک عمرہ بنت عبدالرحمان بن سعد بن زرارہ انصاریہ مدنیہ بھی ہیں، جو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شاگردہ ہیں، امام زہری نے عمرہ سے بہت کثرت کے ساتھ روایات نقل کی ہیں۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

پہلی صدی ہجری کے ختم یعنی ۱۰۰ھ سے قبل ہی عمرہ کا انتقال ہوگیا تھا(دیکھئے تہذیب التہذیب ج۱۱ص۴۶۶)

اس کے علاوہ امام زہری نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی باندی ندبہ سے بھی روایت لی ہے (دیکھئے حوالہ سابق) مزید درج ذیل خواتین کے نام بھی امام زہری کی روایت کرنے کے حوالے سے ملتے ہیں، کہ زہری نے ان سے روایت لی ہے:

(۱)فاطمہ خزاعیہ(۲)ہند بنت حارث فارسیہ اور ام عبداللہ دوسیہ(دیکھئے المفردات والواحدان للمسلم)

(۳)......امام دارالہجرت امام مالک بن انس رحمہ اللہ(متوفی ۱۷۹ھ)

اہل سنت کے چار فقہی مذاہب میں سے دوسرے مذہب، فقہ مالکی کے اس مدون و بانی نے عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص زہریہ سے روایت لی ہے، اس عائشہ کی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی، ان کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے چھ امہات المومنین کی زیارت کی، علماء ومحدثین کی ایک بڑی جماعت نے ان عائشہ محدثہ سے روایت لی ہے، یہ تابعیہ تھیں، مدنیہ تھیں۔

(۴)......امام اہل السنۃ، الصابر فی المحنہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ(متوفی ۲۴۱ھ) فقہ میں اہل سنت کے اس چوتھے امام نے ام عمر بنت حسان بن زید ثقفی سے حدیث روایت کی ہے(دیکھئے البدایہ والنہایہ)

(۵)......قاضی ابویعلیٰ متوفی(۴۵۸ھ)

یہ بھی امت کے سرآمدہ روزگار عالم اور محدث ہیں، انہوں نے امۃ السلام بنت قاضی ابوبکر احمد بن کامل سے روایت حدیث لی ہے، یہ امۃ السلام ۳۹۰ھ میں فوت ہوئیں(دیکھئے مناقب امام احمد بن حنبل)

(۶)......امام ابوسعد سمعانی رحمہ اللہ(متوفی ۵۶۲ھ)

امت کے اس جلیل القدر عالم نے بہت سی محدثات خواتین سے حدیث کی روایت لی ہے، اور ان کے حالات کو کتابی صورت میں جمع کیا ہے، انہوں نے اپنی کتاب ''التحبیر فی معجم الکبیر'' میں اپنی اساتذہ محدثات خواتین کا الگ باب قائم کرکے تذکرہ کیا ہے، اور انسٹھ خواتین محدثات کے نام اور احوال بیان کیے ہیں۔ جن سے انہوں نے حدیث کی روایت اور سماعت کی ہے، یا اجازت حاصل کی ہے۔

ان کی دی ہوئی فہرست کے مطابق ان کی اساتذہ محدثات میں سے چند نام جن کے علم وفضل، تقویٰ، و طہارت اور عبادت وریاضت کا انہوں نے بطور خاص تذکرہ کیا ہے یہ ہیں:

ام سلمہ حسنہ باذیہ، ام علی ترکیہ، امۃ الرحمان تمیمیہ، امۃ القاہر قشیریۃ، امۃ اللہ قشیریہ، ام بہاء

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075

اصفہانیہ، زینب اصفہانیہ، ام خلف شامیہ، ام رضا اصفہانیہ، ام فضل مروزیہ، ام فضل کسمانیہ (متوفی ۵۲۹ھ) ام بنین زندخانیہ، ام خیر نیسابوریہ وغیرہ ذلک (دیکھئے التحبیر مذکورہ)

یہ چھٹی صدی ہجری کی محدثات میں سے چند کا تذکرہ ہے، جو صرف ایک عالم علامہ سمعانی کے حالات کے ضمن میں ہم تک پہنچا، جبکہ اسلام کی ابتدائی سات آٹھ صدیوں میں پورا عالم اسلام مشرق سے مغرب تک، فقہ وحدیث، اور روایت ودرایت کے غلغلوں سے گونج رہا تھا۔

گھر گھر روایت ودرایت اور علم وادب کے چرچے تھے، ہر مسجد ومکتب علم روایت ودرایت کا سرچشمہ بنا ہوا تھا، جہاں کوئی نہ کوئی باکمال عالم ومحدث اور عالمات ومحدثات علم کا فیض لٹاتے، اور گلی محلّہ کی سطح سے لے کر اوپر کی سطح تک معاشرہ، اسلامی علوم، فقہ، تفسیر وحدیث، شعر وادب، فن نقد وجرح سے فیض یاب و سیراب ہو رہا تھا۔

(۷)......حافظ ابو طاہر سلفی (متوفی ۵۷۶ھ)

یہ امت کے بہت بڑے محدث ہوئے ہیں، ان کے حدیث میں اساتذہ وشیوخ کی تعداد ایک ہزار تک پہنچی ہے، جن میں بکثرت محدثات خواتین بھی ہیں، جن میں سے ایک وقت کی عظیم محدثہ تقیہ بنت غیث بن علی المعروف ''ست النعم'' بھی ہیں۔

یہ ابو الحسن علی بن فاضل بن حمدون صوری کی والدہ ہیں، مشہور مورخ وسوانح نگار ابن خلکان جو حافظ ابو طاہر سلفی کے ہم عصر اور رفیق ہیں، انہوں نے حافظ موصوف کے واسطے سے تقیّہ کے بعض اشعار بھی نقل کئے ہیں، اور تقیہ کا زمانہ ۵۰۵ھ تا ۵۷۹ھ ذکر کیا ہے (دیکھئے وفیات الاعیان لابن خلکان)

(۸)......حافظ منذری رحمہ اللہ متوفی (۶۵۶ھ)

حافظ منذری امت کے عظیم عالم اور مشہور محدث ہیں، الترغیب والترہیب حدیث میں ان کی زیادہ معروف تصنیف ہے، ان کے اساتذہ میں مشائخ رجال محدثین کے ساتھ ساتھ وقت کی عظیم محدثات کی بھی ایک پوری فہرست ہے، فسطاط اور قاہرہ میں انہوں نے صفار العیش بنت عبداللہ اشرفیہ جو شمسہ کے نام سے معروف تھیں، سے روایت لی ہے، اس کے علاوہ شیخہ ام حسن غصبیہ، شیخہ صالحہ ام فضل کریم، ام الخیر فتوح بنت ابراہیم متوفیہ ۶۲۵ھ، ام العباس عزیزہ وغیرہم کئی محدثات سے انہوں نے حدیث روایت کی ہے (دیکھئے التکملہ لوفیات النقلہ)

Idara Ghufran

تذکرۂ اولیاء (باؤ کے چرنوں میں) مفتی محمد امجد حسین

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حیاتِ لطیف الامت (قسط۳)

استفادہ باطنی اور سلسلہ بیعت

زمانہ طالب علمی میں آپ کا حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ، حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمہ اللہ، اور دارالعلوم دیوبند کے دیگر اکابر بزرگوں سے علمی استفادہ، اور ان کی صحبت ومجالست اٹھانے کا سلسلہ تو رہا، لیکن باضابطہ بیعت وارادت کا تعلق تعلیم سے فراغت کے چند سال بعد 1951 میں حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ سے ہوا۔

حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ سے تعلق

حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ، حضرت شاہ عبدالرحیم رائپوری رحمہ اللہ کے جانشین تھے۔ [۱] رائے پور کی گدی کو حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کی وفات 1919ء سے 1962ء تک مسلسل چالیس سال سے زائد عرصہ، آپ نے آباد وشاداب، پررونق وپرنور رکھا، آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے زمانے میں، خاص محبوبیت، مقبولیت، مرجعیت ومقربیت عطا فرمائی تھی، علماء ومشائخ دیوبند ومظاہر العلوم کا، ہند وبیرون ہند کے اکابر اہل اللہ کا آپ کی ذات پر اعتماد، اور معاصر واصاغر علماء وصلحاء اور اہل دین کا آپ کی طرف رجوع، اور آپ کے دامن ہدایت سے وابستگی، سیاسی ودینی تحریکات کے بہت سے قائدین وکارکنان کا آپ کی سرپرستی ورہنمائی کو حرز جاں بنانا، یہ سب آپ کی جامعیت وقابلیت کے کرشمے تھے،

---

[۱] قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ کا انتقال ۱۵ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ بمطابق 16 اگست 1962ء بروز جمعرات کو ہوا، اپنے شیخ ومرشد حضرت شاہ عبدالرحیم رائپوری رحمہ اللہ کے وصال ۱۳۳۷ھ بمطابق ۱۹۱۹ء کے بعد رائپور کی مسند ارشاد پر آپ متمکن ہوئے تھے، اس طرح لگ بھگ 45 سال (قمری) آپ نے خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائپور کو رونق بخشی اور امت کے عوام وخواص کو فیض یاب وسیراب کیا، تقسیم ملک کے بعد چونکہ خانقاہ رحیمیہ رائپور کے متوسلین ومریدین کا حلقہ پاکستان وہندوستان دونوں جگہ میں تقسیم ہوگیا، اس لئے آپ کا سال کا نصف نصف حصہ تقریباً دونوں ملکوں میں گزرتا، تقسیم کے بعد بہت سے رمضان آپ کے پاکستان میں ہی گزرے، یہاں کے احباب ومتوسلین نے آپ سے پورا پورا فیض پایا، آپ کی وفات بھی یہاں لاہور میں ہوئی، سرگودھا میں مدفون ہیں۔

Idara Ghufran

مختلف ذوق ومشرب سے وابستہ دینی حلقے آپ کی ذات بابرکات پر متفق تھے، اور آپ سے وابستگی کو سرمایہ سعادت سمجھتے، اس آخری دور میں خطہ برصغیر میں رائے پور کی گدی سے امت کو بہت فیض پہنچا ہے، فرنگی استبداد کے جابرانہ دور میں اس گدی کے متوسلین نے برصغیر کی آزادی کی جنگ میں بھی بھرپور دینی و سیاسی کردار ادا کیا۔

ابا جی آپ کے دست حق پرست پر 1951ء میں بیعت ہوئے، تقسیم ملک کے بعد حضرت رائپوری پاکستان تشریف لاتے، عموماً رمضان یہاں گزارتے، لاہور میں آپ کا قیام ہوتا تھا، لاہور میں رانا عبد الحمید آپ کے مجاز بیعت تھے، ان کی کوٹھی پر قیام ہوتا، سلسلہ کے متوسلین ومریدین کے لئے یہیں حضرت کی خدمت میں ٹھہرنے کا انتظام ہوتا تھا، ابا جی فرماتے تھے کہ میں چار پانچ سال تک ہر سال رمضان میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا، اور قیام کرتا رہا، رانا عبدالحمید فوت ہوئے، تو اس کے بعد حضرت کا قیام حاجی عبدالمتین کی کوٹھی پر ہوتا، یہ بھی حضرت کے متوسل تھے، ان کی کوٹھی لاہور اسٹیشن کے قریب تھی، یہاں بھی حضرت کی خدمت میں ابا جی کا قیام رہا۔

مولانا فخر الدین اور صوفی اقبال مہاجر مدنی رحمہما اللہ

حضرت رائپوری سے بیعت ہونے اور آپ کی صحبت ومجالست حاصل ہونے کا ظاہری سبب یہ ہوا کہ لاہور میں مولانا فخر الدین ابا جی کے بریلی کے زمانہ تعلیم کے ہم سبق اور ساتھی تھے، [۱] دورہ حدیث انہوں نے مظاہر العلوم سہارنپور میں پڑھا تھا، مال روڈ پر ان کی مسجد، مکان اور دوکان تھی، ابا جی کا ان کے ہاں آنا جانا تھا، اس زمانے میں مولانا فخر الدین رحمہ اللہ کے ہاں ایک حجرہ میں مشہور بزرگ حضرت صوفی اقبال رحمہ اللہ بھی قیام کئے ہوئے تھے، ابا جی کی صوفی صاحب سے بھی شناسائی تھی۔ [۲]

---

[۱] مولانا فخر الدین بڑے نفیس الطبع، باوقار بزرگ تھے، بندہ راقم الحروف نے ابا جی کے ہمراہ غالباً 85ء میں لاہور کے سفر میں آپ کی زیارت کی تھی، اسی زمانے میں ایک دفعہ آپ جامعہ اسلامیہ راولپنڈی صدر بھی ہمارے ہاں تشریف لائے تھے، اس کے بعد جلد ہی آپ کی وفات ہوئی، بھرپور ہندوستانی وضع کا لباس و پوشاک آپ کے زیب تن ہوتا، دو پلی ٹوپی، تنگ سفید پاجامہ، اس پر اسی وضع کا کرتہ آپ پہنتے، یہی لباس میرے نانا مرحوم کا بھی تھا، مولانا فخر الدین کو بچپن میں پہلے پہل اس لباس میں دیکھا، تو اپنے نانا کی سی وضع قطع اور لباس پوشاک ہونے کی وجہ سے مجھے آپ سے بڑی اپنائیت اور جاذبیت محسوس ہوئی۔

[۲] صوفی اقبال نور اللہ مرقدہ مہاجر مدنی حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ کے مجاز بیعت تھے، عاشقانہ شان رکھتے تھے، اپنے شیخ کی محبت میں سرشار رہتے تھے، چند سال پہلے مدینہ منورہ میں وفات ہوئی، ٹیکسلا میں آپ کی یادگار، خانقاہ اقبالیہ ہے، جہاں آپ کے متوسلین ومریدین جمع ہوتے ہیں۔

Idara Ghufran

ایک دفعہ جب مولانا فخر الدین صاحب کے ہاں جانا ہوا،تو صوفی صاحب سے ملاقات ہوئی،ان دنوں حضرت رائپوری لاہور تشریف لائے ہوئے تھے،اباجی فرماتے تھے کہ صوفی صاحب نے مجھے ترغیب دی کہ حضرت رائپوری سے بیعت ہوجاؤ، چنانچہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، اور شرف بیعت حاصل کیا،پھر تاحیات حضرت رائپوری رحمہ اللہ کی لاہور آمد پر صحبت وتعلق کا سلسلہ قائم رہا،حضرت رائے پوری کی وفات بھی لاہور میں حاجی عبدالمتین کے مذکورہ مکان پر ہوئی تھی۔

مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری سے تجدید بیعت

حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ کا انتقال 1962ء میں ہوا۔

مولانا عبدالعزیز رائپوری آپ کے جانشیں ہوئے، [1] اباجی فرماتے تھے کہ میں نے حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ سے بیعت کی تجدید کی درخواست کی ،تو حضرت نے فرمایا کہ بیعت وہی کافی ہے، جو بڑے

---

[1] قطب وقت حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز قدس سرہ، بڑے حضرت رائپوری شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ کے نواسے تھے، حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ کے جانشین اور آپ کے بعد خانقاہ عالیہ رائپور کے مسند نشین بنے، خود حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ کے بقول آپ کی باطنی نسبت کی تکمیل خود آپ کے نانا بڑے حضرت رائپوری کر گئے تھے،لیکن آپ حضرت شاہ عبد القادر رائپوری رحمہ اللہ کی تمام مدت حیات میں حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ کے خادم بن کر ہی رہے، 45 سال کا پورا دور آپ نے حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ کی ذات میں اپنے آپ کو فنا کر کے گزار دیا، حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ نے زندگی کے آخری دور میں آپ کو اپنا جانشین نامزد کیا، آپ نے اپنے شیخ حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ کی وفات 1962ء سے تیس سال 1992ء تک خانقاہ رحیمیہ کا فیض برصغیر پاک وہند میں نشر کیا۔

خانقاہ رحیمیہ ولی اللّٰہی نسبت کی حامل اور حضرت شیخ الہند کے سیاسی ذوق ومشرب کی حامل ووارث تھی، حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ کی ذات بابرکات سے اسی وسیع ذوق ومشرب کی آبیاری ہوتی رہی، اور آپ کے بعد شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بھی اسی سوچ و فکر کی آبیاری کی۔ 1992 میں آپ کی وفات ہوئی، آپ کی میت رائپور (انڈیا) لے جائی گئی، اور وہاں تدفین ہوئی۔

مولانا سعید احمد رائپوری رحمہ اللہ بانی وسرپرست تنظیم فکر ولی اللّٰہی آپ کے فرزند اور آپ کے جانشین تھے، تنظیم فکر ولی اللہی کی مخصوص چھاپ اور فکر کی وجہ سے آپ کی شخصیت متنازعہ فیہ ہوگئی تھی، پچھلے سال 2012ء میں آپ کا انتقال ہوا، بندہ امجد نے پہلے پہل آپ کی زیارت 1985ء میں کی تھی، جب بندہ کو اباجی اپنے ہمراہ آپ کے والد اور اپنے شیخِ ثانی حضرت شاہ عبدالعزیز رائپوری رحمہ اللہ کی خدمت میں لے گئے تھے، اس کے بعد 1995ء میں بندہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، جب آپ مانسہرہ تشریف لائے تھے، اباجی کے ساتھ چونکہ سلسلہ کی نسبت سے آپ کی دیرینہ شناسائی وتعلق تھا، اس لئے بندہ پر بہت زیادہ شفقت فرمائی، آپ نے بندہ سے فرمایا تھا کہ اپنے والد صاحب کی رائپوری نسبت کو تم نے قائم رکھنا ہے، اور فرماتے تھے کہ ہمارے ساتھ تعلق ومکاتبت رکھو، سلسلہ سے جڑے رہو، یہ بندہ کے درس نظامی کا چھٹا سال تھا، اور اسی سال بندہ نے حضرت اقدس نواب عشرت علی خان قیصر صاحب نور اللہ مرقدہ سے اصلاحی تعلق قائم کیا تھا، بندہ کو حضرت جی نواب صاحب سے تعلق، محبت، عقیدت، وانسیت اس درجہ کی تھی بحمد اللہ، کہ کسی اور طرف دیکھنے کا خیال بھی ذہن میں نہیں آتا تھا، باقی آپ کا احترام اور عظمت مجھے ہمیشہ ملحوظ خاطر رہا، اگرچہ تنظیم فکر ولی اللّٰہی سے مجھے کبھی بھی مناسبت نہ ہوسکی، اور نہ میں ان کے طریقۂ کار کو صحیح سمجھتا ہوں۔

Idara Ghufran

حضرت سے کی ہے، اور کچھ اذکار آپ نے تعلیم فرمائے، جس میں روزانہ 15 تسبیحات اسم ذات (اللہ اللہ) کی تھیں، سات تسبیحات نفی اثبات (لا الہ الا اللہ) کی، ایک تسبیح درود شریف اور ایک تیسرے کلمے کی تھی۔ [1]

جامعہ اسلامیہ راولپنڈی صدر میں

اگست 1983 میں ابا جی کا جامعہ اسلامیہ صدر راولپنڈی میں بوساطت قاری محمد یعقوب صاحب تعلق وتقرر ہوا، [2]

---

[1] بندہ راقم نے ہمیشہ ابا جی کو اذکار کا پابند پایا، آپ چلتے پھرتے بھی، اور بعض نمازوں کے بعد یکسو ہو کر بیٹھ کر بھی یہ اذکار کرتے، فجر سے پہلے دیر تک آپ کا ذکر کرنے کا معمول تھا، نمازِ فجر کے بعد عموماً تلاوت کا معمول تھا، 1985ء کی گرمیوں میں حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری رحمہ اللہ مری آ کر بھوربن کے علاقہ میں قیام فرما ہوئے تھے، اور پورا موسمِ گرما آپ نے یہاں گزارنا تھا، مریدین ومتوسلینِ سلسلہ کے لئے یہاں قیام گاہ پر خانقاہی ترتیب رکھی گئی تھی، سلسلہ کے اعمال واشغال رات دن یہاں جاری رہتے، ابا جی بھی زیارت وملاقات کے لئے تشریف لے گئے، تو مجھے بھی اپنے ہمراہ لے گئے، اس زمانہ میں بندہ درجہ حفظ میں زیرِ تعلیم تھا، اور سکول کی تعلیم پرائمری کر کے چھٹی جماعت کے دوران چھوڑ دی تھی، حضرت رائے پوری کی خدمت میں ابا جی نے مجھے پیش کیا، اور میرے لئے حضرت سے خصوصی دعاء کرائی کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے دین کے لئے قبول فرمائے۔

ابا جی کی طبیعت میں غیر معمولی لطافت ونرمی تھی، لیکن اولاد کی تربیت کی آپ کو بڑی فکر واہتمام رہتا تھا، زمانہ حفظ میں کچھ عرصہ سال ڈیڑھ سال مجھ پر آوارگی کا بھوت بھی سوار رہا، یعنی پڑھائی سے جی چرانا، موقع پا کر گھر سے غائب ہو جانا، بعض ساتھیوں کے ہمراہ راولپنڈی اسلام آباد کے مختلف تفریحی مقامات پر جانا، بازاروں میں گھومنا، اور طبیعت میں قدرے سرکشی کے جذبات پیدا ہونا، انہی ایام میں بندہ نے صدر میں فلش مین ہوٹل کے قریب جوڈو کراٹے کے کلب میں داخلہ لیا تھا، ایک خنجر کہیں سے حاصل کیا تھا، جو میرے نیفے میں ہوتا، جامعہ اسلامیہ میں بھی اور محلّہ میں بھی لڑکوں کے لڑائی جھگڑوں، میں حصہ دار ہو جاتا۔

یہ صورتِ حال یقیناً ابا جی کے لئے پریشان کن تھی، ابا جی مجھے نصیحت کرتے، سمجھاتے، کبھی ڈانٹ دیتے، ہلکی پھلکی سرزنش کرتے، اساتذہ کے ذریعہ مجھے تنبیہ کرواتے، میں کئی دفعہ سنی ان سنی کر دیتا، مجھے اپنے ابا جی کی فکرمندی اور اس معاملہ میں کڑھن کا صحیح اندازہ اس وقت ہوا، جب بعض راتوں میں رات کے کسی پہر آنکھ کھلنے پر میں نے دیکھا کہ ابا جی مصلیٰ پر ہیں، اور رو رو کر اس نالائق کے لئے اللہ سے دعائیں مانگ رہے ہیں، میں اپنے دل کی گہرائیوں میں محسوس کرتا ہوں کہ ابا جی کی یہ دعائیں اور فکرمندی اور اپنے بزرگوں کی خدمت میں مجھے لے جانا، اور دعائیں کرانا رائیگاں نہیں گئیں، میری طبیعت آزادروی اور آوارہ گردی سے یکسر اچاٹ ہوتی چلی گئی، پھر بفضلہٖ تعالیٰ میں نے تعلیم کو ایک مشن اور ہدف بنا کر اپنی صلاحیتیں اور سارے اوقات اس کے لئے وقف کر دیئے، طبیعت میں ابھرتی جوانی کی جوامنگیں، ترنگیں، کڑی کے اُبال کی طرح اٹھتی ہی جا رہی تھیں، یکا یک اس اضطراب وطلاطم میں سکون وٹھہراؤ آ گیا۔ ؎

تھا جوش وخروش اتفاقی ساقی — اب زندہ دلی کہاں ہے باقی ساقی
مے خانے نے رنگ وروپ بدلا ایسا — کہ مے کش مے کش رہا، نہ ساقی ساقی

[2] قاری محمد یعقوب صاحب ہزاروی: پیدائش 1938ء، گاؤں اچھڑیاں (مانسہرہ) حفظ کی تکمیل شیخ الحدیث قاری سعید الرحمان صاحب رحمہ اللہ کے گاؤں ''بہبودی'' علاقہ چھچھ، میں کی۔

والد کی وفات کے بعد آپ کی والدہ اس علاقے میں آ بسی تھی، تجوید میں آپ کے دو استاد ہیں، قاری عبدالحلیم (جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک) جو کہ شاگرد تھے قاری عبدالخالق سہارنپوری مولف تیسیر التجوید کے (قاری عبدالخالق علم تجوید وقرائت کے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

قاری سعید الرحمٰن صاحب (مہتمم جامعہ اسلامیہ، راولپنڈی) [۱] فاضل دارالعلوم دیوبند ہونے کی وجہ سے آپ کی بہت قدر و منزلت فرماتے، جامعہ میں درس نظامی کے اونچے درجات کے اسباق، ہدایہ،

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

شیخ وقت اور سند تھے) دوسرے استاد قاری محمد شریف صاحب (لاہور) تھے، وسطانی درجات تک فقہ کی نظامی کتب بھی آپ نے پڑھیں۔

آپ نے حفظ و قرائت کا فیض درج ذیل مقامات پر گذشتہ لگ بھگ پچپن سال کے عرصہ میں نشر کیا، دینہ (یہاں امامت، خطابت سے عملی زندگی کا آغاز ہوا) اچھڑیاں (1957ء) یعنی اپنے گاؤں میں، کراچی (امامت و تدریس) پلندری (آزاد کشمیر) کے دارالعلوم پلندری میں، اچھڑیاں کے قریب کورے میں، معہد القرآن الکریم مانسہرہ میں یوسف سیٹھی صاحب متوطن گوجرانوالہ کی تحریک پر 8 سال، شنکیاری (مانسہرہ) مدرسہ حسینیہ میں سیٹھی صاحب مرحوم ہی کی تجویز و تحریک پر 3 سال، جامعہ اسلامیہ راولپنڈی صدر میں قاری سعید الرحمان صاحب کی منشاء پر 1972ء سے تا حال، 1978ء میں صدر ضیاء الحق مرحوم کے حسن انتخاب کے نتیجہ میں بوساطت قاری سعید الرحمان صاحب علیہ الرحمۃ آرمی ہاؤس کی مسجد میں خطابت، جس کا سلسلہ تا حال قائم ہے، آپ کا ایک علمی صدقہ جاریہ تیسیر القرآن کے نام سے ابتدائی قرآنی قاعدہ کی صورت میں بھی جاری ہے، یہ قاعدہ بچوں کے لئے آپ نے ستر کے عشرے میں لکھا، اور ملک بھر میں مقبول ہوا، ابھی تک متداول ہے، میں نے بھی بچپن میں یہی قاعدہ اچھڑیاں میں پڑھا، حفظ کے دور میں خود قاری صاحب موصوف مؤلف سے دوبارہ پڑھا۔ امجد۔

ابا جی مرحوم سے قاری صاحب کا ابتدائی تعارف و ملاقات فیصل آباد میں ستر کی دہائی میں ہوئی، جب قاری صاحب جماعت تبلیغ کے ساتھ چلہ میں چل رہے تھے، یہیں فیصل آباد میں ہی مفتی زین العابدین صاحب سے بھی آپ کی ملاقاتیں ہوئیں، جنھوں نے آپ کو حاجی عبدالوھاب صاحب سے ملایا، حاجی صاحب نے رائیونڈ میں شعبہ حفظ سنبھالنے کے لئے آپ کو دعوت دی، لیکن بوجوہ آپ نے عذر کیا، قاری صاحب کے صاحب زادے قاری محمد شریف (خطیب و امام مسجد قبا چکلالہ سکیم تھری) بندہ راقم الحروف کے درجہ حفظ اور کتب میں درجہ سادسہ تک ہم سبق رہے ہیں۔

[۱] قاری سعید الرحمان رحمہ اللہ: پیدائش 1934ء گاؤں بہبودی، علاقہ چھچھ، ضلع اٹک، حفظ اور ابتدائی نظامی تعلیم مظاہر العلوم سہارنپور (انڈیا) میں حاصل کی، قیام پاکستان کے بعد، بقیہ تعلیم جامعہ خیر المدارس ملتان میں، تکمیل دارالعلوم ٹنڈو اللہ یار (سندھ) میں، یہیں ٹنڈو اللہ یار میں قاری عبدالمالک صاحب لکھنوی سے تجوید و قرائت بھی پڑھی۔

آپ کے والد ماجد مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری رحمہ اللہ، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ، مظاہر العلوم سہارنپور، پھر خیر المدارس ملتان، پھر دارالعلوم ٹنڈو اللہ یار کے شیخ الحدیث رہے، باپ تاریخ ساز عبقری شخصیت تھی، تو بیٹا بھی "الولد سر ابیہ"۔

1962ء راولپنڈی صدر میں جامعہ اسلامیہ کا قیام شیخ کاملپوری کی حیات میں اور آپ کی توجہات باطنی کے نتیجے میں عمل میں آیا، گذشتہ نصف صدی میں حضرت قاری سعید الرحمان صاحب رحمہ اللہ نے یہاں کے منبر و محراب، یہاں کے مسند اہتمام، اور یہاں کے مسند حدیث سے دینی، ملی و سیاسی خدمات سرانجام دیں۔ وفات جمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ، بمطابق جولائی 2009ء میں ہوئی۔

تصوف و طریقت میں حضرت قاری صاحب، مدنی و تھانوی دونوں خانوادوں کے ایک ایک شیخ وقت سے منسوب اور ان کے خلیفہ مجاز تھے، یعنی مولانا فقیر محمد پشاوری رحمہ اللہ (خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ) اور شیخ سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ (تلمیذ و شاگرد حضرت مدنی، خلیفہ شیخ التفسیر مولانا حسین علی رحمہ اللہ)

بندہ نے درسِ نظامی میں آپ سے حسامی اور تفسیر جلالین پڑھی ہیں، آپ کے صاحب زادے، مولانا قاری محمد انس صاحب نائب مہتمم جامعہ اسلامیہ، بعض درجات میں بندہ کے ہم سبق رہے ہیں۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075330

جلالین، مشکاۃ وغیرہ کی تدریس آپ کے سپرد کی تھی، ساتھ ساتھ جامعہ کی مسجد میں ظہر اور عصر کی نماز، بعد عصر درس حدیث اور بعد فجر درس قرآن کی خدمت آپ کے متعلق تھی۔

اس وقت جامعہ اسلامیہ میں الگ سے دارالافتاء کا نظم نہیں تھا، اس لئے شرعی مسائل میں رہنمائی کے لئے بھی لوگ آپ کی طرف ہی رجوع کرتے تھے، مسائل میں آپ کی طرف رجوع کا سلسلہ بہت زیادہ تھا، صبح سے رات تک بلاقید وقت واردین وسائلین آپ کی طرف آتے، اور آپ کی طرف بھیجے جاتے، کئی دفعہ دوپہر میں اور رات میں آپ کے آرام میں بھی اس کثرتِ مراجعت سے سخت خلل پیش آتا، شرعی مسائل میں آپ کا استحضار غیر معمولی تھا۔

تدریس کا سلسلہ 83ء تا 91ء باضابطہ رہا، 1991ء کے اواخر میں آپ بیمار ہوکر صاحب فراش ہوگئے، مانسہرہ اپنے گھر پر رہے، چھ ماہ کا عرصہ چارپائی پر گزرا، اس دوران آپ کا ''ہرنیوں'' کا آپریشن ہوا۔

اس بیماری کے بعد آپ زیادہ دیر بیٹھ کر پڑھانے سے قاصر ہوگئے، چنانچہ اس کے بعد جامعہ میں باضابطہ تدریس کی ذمہ داری تو آپ سے اٹھ گئی، البتہ اپنی طبیعت وسہولت کے مطابق متفرق اسباق مختلف حضرات کو پڑھانے کا سلسلہ آپ نے جاری رکھا، اور مسجد میں دو نمازوں اور درس قرآن و درس حدیث کا سلسلہ بھی جاری رہا، فجر کے بعد کا درس کا سلسلہ تو کچھ عرصہ کے بعد موقوف ہوگیا، اس عرصے میں آپ نے پورے قرآن مجید کا درس فجر میں مکمل کیا، درس میں تکمیل قرآن کے بعد بھی متفرق مقامات سے درسِ قرآن کا سلسلہ کافی عرصہ چلتا رہا، پھر اس کی جگہ فجر کے بعد سورہ یسین کی تلاوت اجتماعی طور پر کرنے کی ترتیب چلی، جبکہ درس حدیث کا سلسلہ تو 2009ء تک تقریباً چلتا رہا، درس حدیث کے سلسلے میں معارف الحدیث مکمل، الترغیب والترہیب، الادب المفرد، ریاض الصالحین جیسی کتب ومجموعہ احادیث کا درس یکے بعد دیگرے ہوتا رہا۔

مئی 2007ء میں آپ شدید بیمار ہوئے، اور صاحبِ فراش ہوگئے، کافی دن آرام وعلاج کا سلسلہ چلتا رہا، اس کے بعد آپ نے جامعہ میں اپنے معمولات جاری رکھے، لیکن اب پہلی والی ہمت، قوت، طاقت نہیں تھی، محدود درجہ میں درس اور نماز کا سلسلہ رہا، 2009ء میں آپ پر بیماری کا ایک اور حملہ ہوا، کافی دن زیر علاج اور صاحب فراش رہے، اس کے بعد مزید حالت ابتر ہوگئی، اور معمولات تقریباً بالکل ہی چھوٹ گئے، کسی کسی دن بعد عصر درس دیتے، 2010ء میں آپ پر پھر بیماری کا حملہ ہوا، کئی مہینے صاحب فراش

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

رہے، اس کے بعد اضمحلال روز بروز بڑھتا ہی رہا، دل کی تکلیف، پیشاب کی تکلیف، تمام جسم کے جوڑوں میں درد، بھوک کا قریب الختم ہونا وغیرہ مسائل آپ کو درپیش تھے، لیکن ہمت اور زندہ دلی سے وقت گزارتے۔ ؎

ہزاروں شاخ میں تقسیم کرڈالا محبت نے مگر　　میرے دریا کے موجوں کی طغیانی نہیں جاتی

دل کا عارضہ

1997 میں پہلی دفعہ آپ پر دل کا دورہ پڑا، مانسہرہ میں تھے، کافی دن ہسپتال میں داخل رہے، پھر گھر میں صاحب فراش رہے، اس کے بعد دل کی دوائیاں کھانے کا معمول بندھ گیا، 12، 13 سال تک آپ نے پابندی سے دل کی دوائیاں کھائیں، ماہ دو ماہ میں دل کا معائنہ اور ٹیسٹ بھی آپ کے ہوتے رہے، صدر میں ڈاکٹر نصیر صاحب دل کے سپیشلسٹ تھے، وہ آپ کی تشخیص و معائنہ وقتاً فوقتاً اپنے کلینک میں کرتے۔

پیشاب کا عارضہ

1992ء میں آپ کو پیشاب کی رکاوٹ کی شدید تکلیف ہوئی، مانسہرہ میں آپ کا آپریشن ہوا۔

1999ء میں بھی آپ کو پیشاب کی شدید تکلیف ہوئی، اور علاج ہوا، دسمبر 2012ء میں تیسری دفعہ آپ کو پیشاب کا عارضہ شدید پیش آیا، ساتھ دل کی تکلیف بھی بڑھ گئی، جس میں بڑی تکلیف کا وقت آپ نے گزارا، مارچ 2013 میں آپ کا ''پراسٹیٹ'' کا آپریشن ہوا، لیکن اب تو یہ حال تھا کہ ع

مرض بڑھتا ہی گیا جوں جوں دوا کی

تا آنکہ اپریل 2013ء میں 4 ماہ صاحب فراش وزیر علاج رہنے کے بعد آپ نے جان جانِ جاناں کے سپرد کردی۔ ؎

آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر　　اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل....

آپ صاحبِ دل اور صاحبِ نظر ہستی تھے، ہر طرح کے حالات سے گزرے، سرد و گرم چشیدہ، جہاندیدہ انسان تھے، جامعہ اسلامیہ میں آپ کا حجرہ، عین مسجد کے پہلو میں محبت و معرفت کی دکان تھے، جہاں راہ گزر جذب و شوق کے راہ نوردوں کا ہجوم رہتا تھا، آپ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، آپ کے اس حجرہ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

میں دل والے آ کرآپ کے ساتھ مجلس جماتے، ذوق وکیف کے خم لنڈھاتے، آپ اس مجلس کے میرِ مجلس ہوتے، کیا علماء، کیا طلباء، کیا عام متدین مسلمان، کیا ڈاکٹر، کیا وکیل، کیا پروفیسر، کیا فوجی آفیسر اور کیا تاجر ودکاندار، ہر شعبہ زندگی کے لوگوں پر اس حجرہ کا جادو چلتا، اور وہ اس کاخِ فقیری کی طرف کھنچے چلے آتے۔ ع

اس کاخِ فقیری کے آگے شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں

یہ سب آنے والے خوشہ چین آپ کی بذلہ سنجی وخوش طبعی، لطائف وظرائف، ملفوظات وارشادات، تاریخی واقعات اور علمی نکات سے شادکام ہوتے، قاری حبیب الرحمٰن صاحب (شیخ التجوید، جامعہ اسلامیہ، راولپنڈی) اور استاد القراء قاری محمد یعقوب صاحب خاص اہتمام سے آپ کے ساتھ ہم مجلس ہوتے۔ [1]
میرا خیال ہے کہ ہمارے قومی شاعر اقبال مرحوم اس کہنہ سال بوڑھے کی پُر رونق اور محبت واپنائیت بھری مجلسیں ملاحظہ کرتے، تو شاید یہ شکوہ نہ کرتے۔ ؎

اٹھا میں مدرسہ وخانقاہ سے نمناک ۔۔۔ نہ زندگی نہ محبت نہ معرفت نہ نگاہ

افسوس کے پیرِ مغاں اور ساقی کے کوچ کر جانے سے یہ مجلسِ دوشینہ سونی وویران ہوگئی۔ ؎

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل ۔۔۔ وہ دوکاں اپنی بڑھا گئے

قابلِ اصلاح: گزشتہ قسط میں بندہ نے مولوی فیض صاحب کو مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب کا داماد لکھا تھا، جبکہ وہ آپ کے بھانجے تھے، ریکارڈ کی درستگی کرلی جائے۔

---

[1] حضرت قاری حبیب الرحمان صاحب: متوطن موہڑہ، ننگریال، کلرسیداں، راولپنڈی، ابتدائی تعلیم پرائمری تک گاؤں میں حاصل کی، حفظ راولپنڈی میں دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار اور دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ، ورکشاپی محلّہ میں قاری محمد ایاز صاحب سے کیا، قاری ایاز صاحب موصوف قاری عبدالخالق سہارنپوری رحم اللہ کے شاگرد تھے، تجوید وقرائت دارالعلوم اسلامیہ لاہور میں الشیخ المقری عبدالعزیز شوقی صاحب رحمہ اللہ سے پڑھی، تین سال تک استاد سے فن میں کمال وتبحر حاصل کیا، اور اعلیٰ درجہ میں کامیاب ہوکر سندِ فراغ حاصل کی، طریقہ تدریس بھی استاد شوقی صاحب رحمہ اللہ سے باقاعدہ سیکھا، درسِ نظامی وسطانی درجات تک دارالعلوم اسلامیہ اور بقیہ درجات جامعہ اشرفیہ لاہور میں پڑھیں، اپنے استاد حضرت شوقی صاحب ہی کے انتخاب وحکم پر جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے، عملی تدریسی زندگی کا آغاز کیا، جہاں آپ شعبہ تجوید کے صدر مدرس رہے، دارالعلوم اسلامیہ لاہور میں بھی اور اسی طرح دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار میں بھی تدریس کا شرف حاصل رہا، جوکہ دونوں آپ کی مادرِ علمی ہیں، 76ء حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب کے حسبِ حکم راولپنڈی منتقل ہوئے، اور دارالعلوم تعلیم القرآن میں تجوید کا شعبہ سنبھالا، 92ء تک وہاں شعبہ تجوید وقرائت سے وابستہ رہے، اسی زمانے میں 80ء کے عشرے میں جامعہ اسلامیہ صدر کے لئے بھی قاری سعید الرحمان صاحب رحمہ اللہ نے آپ کی خدمات حاصل کیں، 92ء تک آپ صبح تعلیم القرآن راجہ بازار، اور بعد ظہر جامعہ اسلامیہ صدر میں تجوید وقرائت کی تعلیم دیتے رہے، 92ء کے بعد کچھ عرصہ صبح جامعہ شرعیہ بیکری چوک اور ظہر بعد جامعہ اسلامیہ میں تدریس کا سلسلہ رہا، پھر مستقل کل وقتی طور پر حضرت قاری سعید الرحمان صاحب رحمہ اللہ نے آپ کی جامعہ اسلامیہ کے لئے خدمات حاصل کیں، اس وقت سے تاحال جامعہ اسلامیہ میں تجوید وقرائت کا فیض آپ کی ذات بابرکات والا صفات سے نشر ہوکر ملک (وبیرون ملک بھی) کے طول وعرض میں پھیل رہا ہے، بندہ امجد نے 1988ء و1989ء میں آپ کے پاس تجوید وقرائت کی تعلیم حاصل کی۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

سورہ ملک کی تلاوت کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سُوْرَةٌ مِّنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُوْنَ آيَةً، تَشْفَعُ لِصَاحِبِهَا حَتّٰى يُغْفَرَ لَهُ: تَبَارَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ (ابوداؤد، رقم الحديث ۱۴۰۰، ترمذی، رقم الحديث ۲۸۹۱)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن میں تیس آیتوں والی ایک سورت ہے جو اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرے گی، یہاں تک کہ اس کو بخش دیا جائے گا، وہ سورت تبارک الذی ہے(ابوداؤد)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ آلٓمٓ تَنْزِيْلُ السَّجْدَةَ، وَتَبَارَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ (مسند احمد،رقم الحديث ۱۴۶۵۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہیں سوتے تھے، جب تک کہ آلم تنزیل السجدہ (یعنی اکیسویں سپارے کی سورہ سجدہ) اور تبارک الذی بیدہ الملک (یعنی سورہ ملک) نہیں پڑھ لیا کرتے تھے(مسند احمد)

Idara Ghufran

رمضان کے روزوں اور تراویح کی فضیلت

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ اللّٰـهَ تَبَـارَکَ وَتَعَالٰی فَرَضَ صِیَامَ رَمَضَانَ عَلَیْکُمْ وَسَنَنْتُ لَکُمْ قِیَامَهُ فَمَنْ صَـامَـهُ وَقَامَهُ إِیْمَانًا وَاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ (سنن نسائی، رقم الحدیث ۲۲۱۰، کتاب الصیام)

ترجمہ: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض قرار دیے اور میں نے رمضان کی رات میں قیام (یعنی تراویح) کو سنت قرار دیا پس جس شخص نے رمضان کا روزہ رکھا اور رمضان میں قیام کیا (یعنی تراویح پڑھیں) ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے اخلاص کے ساتھ تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح سے نکل جائے گا جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے وقت تھا (نسائی)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ لوگوں کو رمضان میں قیام (یعنی تراویح) کی ترغیب دیا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے، کہ جس نے رمضان میں قیام کیا، ایمان اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے (مسند احمد، رقم الحدیث ۷۸۸۱)

Idara Ghufran

سوتے وقت سورہ زمر اور بنی اسرائیل اور سورہ سجدہ پڑھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ الزُّمَرَ، وَبَنِيْ إِسْرَائِيْلَ (سنن الترمذی،رقم الحدیث ۳۴۰۵)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہیں سوتے تھے، جب تک سورہ زمر اور بنی اسرائیل (یعنی سورہ اسراء) نہیں پڑھ لیا کرتے تھے (ترمذی)

اس حدیث سے رات کو سونے سے پہلے سورہ زمر اور سورہ بنی اسرائیل پڑھنے کا سنت ہونا معلوم ہوا، اور ایک روایت میں سوتے وقت سورہ زمر کے ساتھ سورہ سجدہ پڑھنے کا سنت ہونا بھی معلوم ہوتا ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ كُلَّ لَيْلَةٍ تَنْزِيْلَ السَّجْدَةِ، وَالزُّمَرَ

(مسند ابی یعلی الموصلی، رقم الحدیث ۴۶۴۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات میں تنزیل السجدہ (یعنی سورہ سجدہ) اور سورہ زمر پڑھا کرتے تھے (ابویعلی)

مذکورہ حدیث میں سورہ سجدہ کا ذکر ہے، جبکہ بعض دوسری احادیث میں سورہ سجدہ سے مراد اکیسویں سپارے کی سورہ الم سجدہ کا مراد ہونا معلوم ہوتا ہے (کذافی مسند احمد، رقم الحدیث ۱۴۶۵۹)

معلوم ہوا کہ سوتے وقت سورہ زمر، سورہ بنی اسرائیل اور سورہ سجدہ پڑھنا سنت سے ثابت ہے۔

Idara Ghufran

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان میں قرآن مجید کا دور کرنا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ، وَكَانَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ، حَتّٰى يَنْسَلِخَ، يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ، فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ (بخاری، رقم الحديث ١٩٠٢، كتاب الصوم، باب :أجود ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يكون في رمضان)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں خیر (جیسے صدقہ خیرات) کے کاموں میں سب سے زیادہ سخی تھے، اور آپ کی زیادہ سخاوت رمضان کے مہینے میں اس وقت ہوتی تھی، جب آپ سے جبریل ملاقات کرتے تھے، اور آپ سے جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں ملاقات کرتے تھے، یہاں تک کہ رمضان ختم نہ ہوجاتا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام کو قرآن سناتے تھے، پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبریل علیہ السلام ملاقات کرتے تھے، تو آپ صدقہ وخیرات کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوجایا کرتے تھے (بخاری)

مذکورہ حدیث سے رمضان میں سخاوت کرنے اور قرآن مجید کی تلاوت کی اہمیت معلوم ہوئی۔

Idara Ghufran

پیارے بچو! مولانا محمد ناصر

حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹے

بچو! یہ بات تو آپ جانتے ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ شیطان کی دشمنی اُسی وقت سے ہے، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زندہ کیا تھا۔

جس طرح شیطان کی دشمنی حضرت آدم علیہ السلام سے تھی، اسی طرح شیطان نے قسمیں کھائی تھیں کہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو گمراہ کروں گا اور اُن سے غلط کام کراؤں گا، اللہ تعالیٰ نے شیطان سے کہہ دیا تھا کہ میرے نیک بندوں کو تو گمراہ نہیں کر سکے گا، اور قیامت میں تجھے اور تیرے پیچھے چلنے والوں کو میں جہنم میں ڈال دوں گا۔

اب قیامت تک کے لئے شیطان کا یہ مشن ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے گناہ کے کام کرائے، بچو! آج ہم آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعہ سُناتے ہیں، یہ واقعہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کیا ہے۔

حضرت آدم کے دو بیٹے تھے، ایک کا نام قابیل تھا، اور دوسرے کا نام ہابیل تھا۔

ہابیل اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تھے، اور جانتے تھے کہ شیطان ہمارا دشمن ہے، اور ہمارے سے بُرے کام کروا کر اللہ تعالیٰ کو ہم سے ناراض کرانا چاہتا ہے، اس لئے ہابیل بُری باتوں سے بچتے تھے۔

لیکن حضرت آدم کے دوسرے بیٹے جن کا نام قابیل تھا، اُن کی عادتیں ہابیل کی عادتوں جیسی نہیں تھیں۔

ایک دن ہابیل اور قابیل نے اللہ تعالیٰ کے لئے قربانی کی، اور ہابیل اور قابیل کے درمیان یہ فیصلہ ہوا کہ جس کی قربانی کو آگ جلا دے گی، اسی کی قربانی اللہ تعالیٰ کو قبول ہو گی۔

اللہ تعالیٰ نے ہابیل کی قربانی کو قبول کر لیا، ہابیل کی قربانی آگ میں جل گئی، اور اللہ تعالیٰ نے قابیل کی قربانی کو قبول نہ کیا۔

قابیل کو اپنے بھائی ہابیل پر غصہ آ گیا، اور ہابیل سے کہا کہ میں تجھے مار دوں گا۔

ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی قربانی قبول کرتے ہیں۔

اور میں نے کیا قصور کیا ہے؟ جو تم مجھے مارنا چاہتے ہو، اگر تم نے مجھے مار بھی دیا، تو میں تمہیں نہیں ماروں گا۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، اور اگر تم نے مجھے مارا تو تمہیں گناہ ہوگا، اور اللہ تعالیٰ تمہیں آگ میں جلائیں گے۔

لیکن قابیل پر ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا، اور قابیل نے ہابیل کو ماردیا۔

اس کے بعد قابیل پریشان ہوا کہ اب ہابیل کا کیا کروں؟

تھوڑی دیر بعد کہیں سے ایک کوّا آیا، کوّے نے زمین کھودنی شروع کر دی۔

قابیل کیونکہ پریشان تھا، جب قابیل نے کوے کو دیکھا تو اور شرمندہ ہوا، اور سوچنے لگا کہ مجھے تو اتنی بھی سمجھ نہیں، جتنی اس کوّے کو سمجھ ہے، پھر قابیل نے زمین کھود کر ہابیل کو اس کھودی ہوئی زمین میں لٹادیا، اور اوپر سے مٹی ڈال کر ہابیل کو چھپادیا۔

قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو مار کر بہت بڑی غلطی اور گناہ کا کام کیا، یہ غلطی اور گناہ قابیل سے شیطان نے کروایا، کیونکہ شیطان حضرت آدم اور اُن کی اولاد کا دشمن ہے۔

ہابیل اور قابیل کے بعد حضرت آدم کی بہت اولاد ہوئی، ہم سب انسان بھی حضرت آدم کی اولاد ہیں، شیطان حضرت آدم کی اولاد سے نفرت کرتا ہے، اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح انسانوں سے غلطیاں کرا کر اللہ تعالیٰ کو انسانوں سے ناراض کرائے۔

جب انسان کوئی بُرا کام کرتا ہے، تو اُس بُرائی کے پیچھے شیطان کی کوششیں ہوتی ہیں۔

جھوٹ بولنا، دھوکہ دینا، لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ کرنا یہ سب شیطانی کام ہیں۔

حضرت آدم کی اولاد میں اچھے انسان بھی ہیں، اور بُرے انسان بھی، ہمیں چاہئے کہ ہم اچھے انسان بنیں، اور شیطانی کاموں سے بچیں۔

Idara Ghufran

بزمِ خواتین

مفتی محمد یونس

حسد (قسط۱)

معزز خواتین! قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ (سورة الانعام، رقم الآية ۱۲۰)

ترجمہ: اور چھوڑ دو ظاہری گناہوں کو بھی اور باطنی گناہوں کو بھی۔

اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ کچھ ظاہری گناہ ہیں، اور کچھ باطنی گناہ ہیں۔

ظاہری گناہ جیسے جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، چغلی کھانا، گانا سُننا وغیرہ۔

اور باطنی گناہ جیسے تکبر کرنا، حسد کرنا، مال اور دنیا سے دل لگانا وغیرہ۔

اور اس ارشاد میں اللہ تعالیٰ نے دونوں طرح کے گناہوں کو چھوڑنے کا حکم دیا ہے، اس لئے دونوں طرح کے گناہوں کو چھوڑنا ضروری ہے۔

جب دونوں طرح کے گناہوں کا چھوڑنا ضروری ٹھہرا، تو ان گناہوں کا علم ہونا اور ان کو چھوڑنے کا طریقہ معلوم ہونا بھی ضروری ہے۔

باطنی گناہوں میں سے ایک گناہ حسد ہے۔

حسد سے متعلق قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ ترجمہ وتشریح کے ساتھ تحریر کی جارہی ہیں۔

سورۂ فلق میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی چیزوں کے شر سے حفاظت کے لئے صبح کے رب کی پناہ میں آنے کا حکم فرمایا ہے۔

ان میں سے ایک حسد کرنے والے کے شر سے بھی پناہ میں آنے کا ذکر ہے۔

چنانچہ سورۂ فلق میں یوں ارشاد ہے:

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ. مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ. وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ. وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ. وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ (سورہ فلق)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔ اور اندھیری رات کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے۔ اور گرہوں

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

اس سورت کی آخری آیت سے حسد اور حسد کرنے والے کی بُرائی معلوم ہوئی، اور یہ بھی پتہ چلا کہ حسد کرنے والے کے شر سے رب کی پناہ میں آنے کی ضرورت ہے، تاکہ حسد اور حاسد کے شر سے انسان محفوظ رہ سکے۔

بعض اورآیات میں بھی حسد کی بُرائی کو دوسرے انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

مثلاً سورہ بقرہ کی ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب کی اس حسد کا ذکر فرمایا ہے، جو انہیں اہلِ ایمان پر تھی، چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ (سورة البقرة، رقم الآية ۱۰۹)

ترجمہ: (مسلمانو!) بہت سے اہلِ کتاب اپنے دلوں کے حسد کی بناء پر یہ چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں پلٹا کر پھر کافر بنادیں، باوجویکہ حق ان پر واضح ہوچکا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حاسد کو کسی نعمت کی وجہ سے دوسرے پر حسد ہوا کرتا ہے، جیسا کہ اہلِ کتاب کو اہلِ ایمان پر ایمان کی نعمت کی وجہ سے حسد ہوا، اور حاسد کی تمنا یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح اس دوسرے سے وہ نعمت زائل ہوجائے، جیسے اہلِ کتاب یہ چاہتے ہیں کہ اہلِ ایمان کی نعمت زائل ہوجائے، اور درحقیقت حسد کہتے ہی اس کو ہیں کہ کسی دوسرے شخص کو جو نعمت حاصل ہے، اس کے زائل ہونے کو چاہنا، اور اس کے زائل ہونے کی تمنا کرنا، نیز اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حسد کی وجہ سے انسان حق بات کو حق جانتے ہوئے بھی حق ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا، جیسا کہ اہلِ کتاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور قرآن کی حقانیت واضح ہونے کے باوجود محض حسد کی وجہ سے ایمان نہیں لائے۔العیاذ باللہ۔

سورۂ نساء کی ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے حسد کا تذکرہ اس انداز سے فرمایا، جس سے حسد کے مرض کا خطرناک ہونا بھی معلوم ہوتا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا (سورة النساء، رقم الآية ۵۴)

Idara Ghufran

ترجمہ: یا یہ لوگوں پر اس بناء پر حسد کرتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے کیوں یہ چیز عطاء فرمائی ہے، سو ہم نے تو ابراہیم (علیہ السلام) کے خاندان کو کتاب وحکمت عطا فرمائی تھی، اور ہم نے ان کو بڑی حکومت عطاء فرمائی تھی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے پر کسی نعمت کی وجہ سے حسد کرتا ہے، تو وہ دراصل اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہوتا ہے، کیونکہ دوسرے کو وہ نعمت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطاء فرمائی ہے، اور اللہ تعالیٰ کو حق حاصل ہے کہ اپنے جس بندے کو جونسی نعمت چاہیں، عطا فرمادیں، تو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کسی کو کسی نعمت سے نوازا ہے، تو اب اس پر حسد کرنے کا مطلب تو یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ نعمت کیوں عطاء فرمائی، اور یہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر اعتراض ہوا۔

اللہ کی پناہ، دیکھیے! حسد کرنا درحقیقت کتنا خطرناک گناہ ہے، اللہ اس گناہ سے بچائے۔ آمین۔

آیات کے علاوہ احادیث سے بھی حسد کی ممانعت اور اس کی بُرائی ثابت ہوتی ہے۔

چنانچہ ایک حدیث شریف میں یوں ارشاد ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوا، وَلاَ تَجَسَّسُوا، وَلاَ تَحَاسَدُوا، وَلاَ تَدَابَرُوا، وَلاَ تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا (بخاری، باب ما ینھی عن التحاسد والتدابر، رقم الحدیث ۶۰۶۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ، کیونکہ یہ بدترین جھوٹ ہے، اور ایک دوسرے کی (پوشیدہ باتوں کی) ٹوہ میں نہ لگو، اور ایک دوسرے (کے عیبوں) کی جاسوسی نہ کرو، اور آپس میں حسد نہ کرو، اور ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو (یعنی اعراض نہ کرو) اور ایک دوسرے سے بُغض نہ رکھو، اور (اے) اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ (بخاری، رقم الحدیث ۶۰۶۴)

اس حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی باتوں سے منع فرمایا ہے، ان میں سے ایک بات حسد کرنا ہے کہ آپس میں حسد کرنے سے منع فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ حسد کرنا بُرا ہے، اور اس سے بچنا ضروری ہے۔

Idara Ghufran

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمُ الْبَغْضَاءُ وَالْحَسَدُ، وَالْبَغْضَاءُ وَهِيَ الْحَالِقَةُ، لَيْسَ حَالِقَةَ الشَّعْرِ لَكِنْ حَالِقَةَ الدِّينِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَفَلَا أُنَبِّئُكُمْ -أَظُنُّهُ بِمَا يُثْبِتُ لَكُمْ -أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ (مسند البزار، رقم الحديث ۲۲۳۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری طرف تم سے پہلی امتوں کا مرض سرایت کر آئے گا، جو کہ بغض اور حسد ہے، اور بُغض مونڈنے والا ہے، اور یہ بالوں کو مونڈنے والا نہیں بلکہ دین کو مونڈنے والا ہے، اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم ایمان لائے بغیر جنت میں داخل نہ ہوگے، اور آپس میں محبت کیے بغیر مؤمن نہیں کہلاؤ گے، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلادوں جس کے بارے میں میرا گمان یہ ہے کہ وہ تمہیں ایمان (اور آپس کی محبت) پر قائم رکھے گی؟ (اور وہ چیز یہ ہے کہ) تم آپس میں سلام کو پھیلاؤ (مسند بزار)

اس حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حسد اور بغض کو مرض بتلایا ہے، اور یہ بات واقعی ہے کہ یہ دونوں بہت خطرناک قسم کے روحانی ونفسیاتی مرض ہیں، اور مرض سے بچنے کا ہر عقلمند انسان اہتمام کرتا ہے، اور مرض لگ جانے پر خصوصاً جبکہ مرض بھی تباہ کُن ہو، اس کا علاج اہتمام سے کرنا ضروری ہے۔ (جاری ہے)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

ہوائی جہاز اور طویل ومختصر دنوں میں روزہ کا وقت

سوال:

روزہ سے متعلق درجِ ذیل چند سوالات کے جوابات درکار ہیں۔

(۱)......اگرایک شخص کسی اونچے عرض البلد یا پہاڑ کے اوپر ہے، اور دوسرا شخص نیچے عرض البلد یا نشیبی جگہ میں ہے، تو دونوں اشخاص کے روزہ شروع اور ختم ہونے کے اوقات ایک جیسے ہوں گے، یا فرق ہوگا؟

(۲)......اگرکوئی شخص روزہ کی حالت میں جہاز میں سوار ہے، اور اُسے سورج نظر آرہا ہے، یعنی وہ فضا کے جس مقام پر موجود ہے، وہاں کے اعتبار سے سورج غروب نہیں ہوا، لیکن وہ زمین کے جس خطہ کے اوپر سے گزررہا ہے، وہاں زمین کے حصہ میں سورج غروب ہوچکا ہے، تو ایسے شخص کو روزہ افطار کرنے میں کون سے وقت کا لحاظ کرنا ہوگا؟

(۳)......اگرکوئی شخص ایسے علاقہ میں ہے، جہاں روزہ ایسے وقت میں آیا ہے کہ دن بہت لمبا ہے، جس کی وجہ سے اسے روزہ کو پورا کرنا مشکل ہے، تو ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

(۴)......اگرکوئی شخص روزہ رکھ کر کسی جہاز میں سوار ہوا، اور سفر کی سمت مشرق کی طرف ہے، جس کی وجہ سے سورج ایسے وقت غروب ہوجاتا ہے کہ اس وقت تک اس جگہ سورج غروب نہیں ہوا، جہاں سے وہ روزہ رکھ کر چلا تھا۔

اسی طرح اگرکوئی اس کے برعکس روزہ رکھ کر کسی جہاز میں سوار ہوا، اور سفر کی سمت مغرب کی طرف ہے، جس کی وجہ سے سورج غروب ہونے میں دیر لگ جاتی ہے، اور جس جگہ سے وہ روزہ رکھ کر چلا تھا، وہاں سورج غروب ہوچکا ہے، ان دونوں اشخاص کے لئے روزہ افطار کرنے کا کیا حکم ہے؟

(۵)......اگرکوئی شخص ایسے علاقہ میں ہے، جہاں چوبیس گھنٹوں کے اندر دن یا رات نہیں آتے، اور کبھی رات بہت طویل اور لمبی ہوتی ہے، اور کبھی دن بہت طویل اور لمبا ہوتا ہے، ایسے علاقہ میں موجود شخص کو ایسے زمانہ میں روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟ فقط

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

جواب:

آپ کے سوالوں کے جوابات ترتیب وار درجِ ذیل ہیں:

(۱)...... روزہ کا وقت شروع اور ختم ہونے کے بارے میں شرعی اُصول یہ ہے کہ روزہ شروع ہونے کا وقت فجر کے طلوع ہونے سے شروع ہوتا ہے، اور سورج غروب ہونے پر ختم ہوجاتا ہے۔

اس اُصول کی رو سے جو شخص روزہ شروع ہونے کے وقت جس مقام پر موجود ہوگا، اُس کے روزہ شروع ہونے کا وقت اُسی مقام کی فجر طلوع ہونے کے وقت سے معتبر ہوگا۔

اور روزہ ختم ہونے کے وقت جس مقام پر موجود ہوگا، اُس کے روزہ مکمل ہونے کا وقت اُسی مقام کے سورج غروب ہونے کے وقت معتبر ہوگا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے روزہ شروع ہونے کا وقت فجر طلوع ہونے پر اور روزہ مکمل ہونے کا وقت سورج غروب ہونے پر مقرر فرمادیا ہے، اور یہ حکم ہر شخص پر اُس کے مقام کے لحاظ سے لاگو ہوتا ہے۔

چنانچہ جو شخص زمین کے بالائی علاقہ اور اونچے عرض البلد پر ہو، اُس کے لئے اُسی علاقے کے اعتبار سے فجر کا طلوع اور سورج کا غروب ہونا معتبر ہے، اور جو شخص زمین کے نشیبی اور نیچے والے عرض البلد پر ہو، اُس کے لئے اُسی علاقے کے اعتبار سے فجر کا طلوع اور سورج کا غروب ہونا معتبر ہے؛ اگرچہ دونوں قسم کے علاقوں کے روزہ کے دورانیہ میں فرق کیوں نہ ہو کہ ایک مقام پر روزہ کا دورانیہ لمبا ہو، اور دوسرے مقام پر روزہ کا دورانیہ اس کے مقابلہ میں کم ہو۔

(۲)...... اگر کوئی جہاز میں سفر کررہا ہو، اور جس علاقے کی فضاء سے وہ گزر رہا ہے، اُس کے بالمقابل زمین کے حصہ میں سورج غروب ہوچکا ہے، لیکن فضاء کے جس حصہ میں جہاز موجود ہے، وہاں کے اعتبار سے سورج غروب نہیں ہوا، اور وہاں سے مثلاً سورج نظر آرہا ہے، تو ایسی صورت میں جہاز میں موجود شخص کو زمین کے نیچے والے حصہ کا اعتبار کرکے روزہ افطار کرنا درست نہیں، بلکہ وہ جس مقام پر موجود ہے، اُس مقام پر سورج کا غروب ہونا ضروری ہے۔ [1]

---

[1] (تنبیہ) قال فی الفیض :ومن کان علی مکان مرتفع کمنارۃ إسکندریۃ لا یفطر ما لم تغرب الشمس عندہ ولأہل البلدۃ الفطر إن غربت عندہم قبلہ وکذا العبرۃ فی الطلوع فی حق صلاۃ الفجر أو السحور (ردالمحتار، ج۲، ص ۴۲۰، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ)

Idara Ghufran

جبکہ مقیم اور مسافر ہونے کے اعتبار سے فضاء اور ہوائی جہاز میں موجود شخص کا حکم روزہ کے برعکس اس فضاء کے بالمقابل زمین کے نیچے والے حصہ کے لحاظ سے ہے؛ لہٰذا اگر کوئی ہوائی جہاز میں موجود شخص اپنے وطن کے اوپر کی فضاء سے گزر رہا ہو، تو وہ مقیم کہلائے گا۔

دونوں میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ روزہ کا تعلق سورج سے وابستہ ہے، اور سورج اوپر کے حصہ میں واقع ہے، جبکہ انسان کا مسکن اور رہائش و قیام زمین سے وابستہ ہے، اور زمین نیچے کے حصہ میں واقع ہے۔ [1]

(۳)......اگر کوئی کسی ایسے مقام و علاقہ میں موجود ہے کہ جہاں چوبیس گھنٹوں کے اندر دن اور رات تو آتے ہیں، مگر بعض موسموں میں دن یا رات غیر معمولی مختصر یا طویل ہو جاتے ہیں، تو ایسے مقام پر موجود شخص کے لئے روزہ شروع ہونے کا اعتبار وہاں کی فجر کے طلوع ہونے کے وقت پر کیا جائے گا اور روزہ مکمل ہونے کا اعتبار وہاں کے سورج غروب ہونے کے وقت پر کیا جائے گا۔

لیکن ایسے علاقہ میں اگر دن کے غیر معمولی طویل ہونے کی وجہ سے روزہ دار کو غیر معمولی تکلیف کا سامنا ہوتا ہو، مثلاً ہلاکت یا بیمار ہونے کا غالب گمان ہو، تو ایسی صورت میں طویل دن والے موسموں میں روزہ ترک کر کے دوسرے قابلِ برداشت موسموں میں روزہ کی قضا کرنے کی اجازت ہوگی، جیسا کہ مسافر اور مریض کے لئے حکم ہے۔ [2]

---

[1] وإذا ضربتم فى الأرض فليس عليكم جناح أن تقصروا من الصلاة (سورة النساء، آية ١٠١)
وإذا ضربتم فى الأرض أى سافرتم أى سفر كان (روح المعانى، سورة النساء، تحت آيت ١٠١)
فلا يقصر المسافر منهم حتى يجاوز جميع بيوتهم .ولو سار فيها أياما ؛ لأن ما بينها بمنزلة الفضاء والرحاب الذى بين الأبنية(منح الجليل شرح مختصر خليل، ج٢، ص ٤٠١، فصل فى احكام صلاة السفر)

[2] ففى كل اربع وعشرين ساعة يصلى خمس صلوات ويوم بلغار مع ليلته اربع وعشرون ساعة فيجب ان يصلى فيه خمس صلوات فقد وجد الزمان (حاشية الطحطاوى على الدر ، ج ١ ص ١٧٧)
أَمَّا لَوْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ لِشِدَّةِ الْحَرِّ كَانَ لَهُ أَنْ يُفْطِرَ وَيَقْضِيَهُ فِي الشِّتَاءِ فَتْحٌ(رد المحتار على الدر المختار، ج٢، ص٤٢٧، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)
إذا ثبت هذا :فنقول المريض إذا خاف على نفسه التلف، أو ذهاب عضو منه يفطر بالإجماع، وإن خاف زيادة العلة وامتداده، فكذلك عندنا، وعليه القضاء إذا أفطر لقوله تعالى :(ومن كان مريضاً أو على سفر، فعدة من أيام أخر) وقال فى الأصل : إذا خافت الحامل أو المرضع على أنفسهما، أو ولدهما جاز الفطر، وعليهما القضاء ، وهو بناءً على ما قلنا (المحيط البرهانى، ج٢، ص ٣٩١، كتاب الصوم، الفصل السابع)
ففى هذه الآية الكريمة والحديثين الثابتين عن رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دليل ظاهر على وجوب الإمساك على الصائم من حين أن يطلع الفجر حتى تغرب الشمس فى أى مكان كان من الأرض، سواء طال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

(۴)...... جوشخص کسی مقام سے روزہ رکھ کر کسی تیز ترین سواری (مثلاً ہوائی جہاز) میں سوار ہوا، اور سفر کی سمت مشرق کی طرف ہونے کی وجہ سے آگے پہنچ کر سورج جلدی غروب ہوگیا، اور اس کے حق میں دن چھوٹا ہوگیا، یا سفر کی سمت مغرب کی طرف ہونے کی وجہ سے آگے پہنچ کر سورج دیر سے غروب ہوا، اور اس کے حق میں دن بڑا ہوگیا، تو اس شخص کے جس مقام پر ہونے کے وقت سورج غروب ہوگا، اسی وقت اس کے روزہ مکمل ہونے کا وقت شمار کیا جائے گا، اور اس نے جس مقام سے سفر شروع کیا تھا، اس مقام کے لحاظ سے سورج غروب ہونے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، خواہ اس سفر کے نتیجہ میں اس کے روزہ کا وقت مختصر ہوجائے یا طویل، کیونکہ روزہ کا وقت مکمل ہونے کا تعلق روزہ دار کے اعتبار سے سورج غروب ہونے کے ساتھ قائم ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

النهار أم قصر، إذا كان فى أرض فيها ليل ونهار يتعاقبان فى أربع وعشرين ساعة، والولاية التى أنتم فيها :فيها ليل ونهار يتعاقبان فى أربع وعشرين ساعة، فيلزم من كان يصوم فيها أن يمسک من طلوع الفجر إلى غروب الشمس بدلالة الكتاب والسنة على ذلک، ومن أفتى بأن من كان فى بلد يطول نهاره عليه فإنه يصوم بقدر نهار المملكة العربية السعودية فقد غلط غلطاً بيناً، وخالف الكتاب والسنة، وما علمنا أن أحداً من أهل العلم قال بفتواه .نعم من كان فى بلد لا يتعاقب فيه الليل والنهار فى أربع وعشرين ساعة كبلد يكون نهارها يومين، أو أسبوعاً، أو شهراً، أو أكثر من ذلک فإنه يقدر للنهار قدره، ولليل قدره من أربع وعشرين ساعة؛ لأن النبى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لما حدَّث عن الدجال، وأنه يلبث فى الأرض أربعين يوماً يوم كسنة، ويوم كشهر، ويوم كجمعة وسائر أيامه كالأيام المعتادة، قالوا :يا رسول الله فذلک اليوم الذى كسنة أتكفينا فيه صلاة يوم؟ قال :لا .اقدروا له قدره، وقد اختلف العلماء المعاصرون فيم يقدر الليل والنهار فى البلاد التى يكون ليلها ونهارها أكثر من أربع وعشرين ساعة .فقال بعضهم :يقدر بالتساوى فيجعل الليل اثنى عشر ساعة والنهار مثله، لأن هذا قدرهما فى الزمان المعتدل والمكان المعتدل .وقال بعضهم :يقدر بحسب مدتهما فى مكة والمدينة، لأنهما البلدان اللذان نزل فيهما الوحى، فتحمل مدة الليل والنهار على المعروف فيهما إذا لم تعرف للبلد مدة ليل ونهار خاصة به .وقال بعضهم :يقدر بحسب مدتهما فى أقرب بلد يكون فيه ليل ونهار يتعاقبان فى أربع وعشرين ساعة، وهذا أقرب الأقوال إلى الصحة، لأن إلحاق البلد فى جغرافيته بما هو أقرب إليه أولى من إلحاقه بالبعيد، لأنه أقرب شبهاً به من غيره، لكن لو شق الصوم فى الأيام الطويلة مشقة غير محتملة بحيث لا يمكن تخفيفها بالمكيفات والمبردات ويخشى منها الضرر على الجسم أو حدوث مرض، فإنه يجوز الفطر حينئذ، ويقضى فى الأيام القصيرة لقوله تعالى فى سياق آيات الصيام :(يُرِيدُ اللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلاَ يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُواْ الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُواْ اللهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ) وقوله :(وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَاذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيداً عَلَيْكُمْ وَتَكُونُواْ شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ فَأَقِيمُواْ الصلاةَ وَءاتُواْ الزكاةَ وَاعْتَصِمُواْ بِاللهِ هُوَ مَوْلاَكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ) وقوله :(لاَ يُكَلِّفُ اللهُ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

البتہ اگر دن کے غیر معمولی طویل ہوجانے کی وجہ سے روزہ پورا کرنے میں غیر معمولی تکلیف مثلاً ہلاکت یا بیماری کا غالب گمان ہے، تو اس کو روزہ توڑ دینے اور بعد میں قضا کر لینے کی اجازت ہے، خاص کر جب کہ وہ شرعی مسافر بھی ہو، جیسا کہ گزشتہ مسئلہ کے ذیل میں گزرا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

نَفُسًا إِلَّا وُسُعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتُ وَعَلَيُهَا مَا اكْتَسَبَتُ رَبَّنَا لاَ تُؤَاخِذُنَآ إِن نَّسِينَآ أَوُ أَخُطَأُنَا رَبَّنَا وَلاَ تَحُمِلُ عَلَيُنَآ إِصُرًا كَمَا حَمَلُتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبُلِنَا رَبَّنَا وَلاَ تُحَمِّلُنَا مَا لاَ طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعُفُ عَنَّا وَاغُفِرُ لَنَا وَارُحَمُنَآ أَنتَ مَوُلاَنَا فَانُصُرُنَا عَلَى الُقَوُمِ الُكَافِرِينَ)؟

وخلاصة ما سبق :أن من كان فى بلد فيه ليل ونهار يتعاقبان فى أربع وعشرين ساعة لزمه صيام النهار وإن طال، إلا أن يشق عليه مشقة غير محتملة يخشى منها الضرر، أو حدوث مرض فله الفطر وتأخير الصيام إلى زمن يقصر فيه النهار.

وأما من كان فى بلد لا يتعاقب فيه الليل والنهار فى أربع وعشرين ساعة فإنه يقدر الليل والنهار فيه :إما بالتساوى، وإما بحسب مدتهما فى مكة والمدينة، وإما بحسب مدتهما فى أقرب بلد على الخلاف السابق(مجموع فتاوى ورسائل العثيمين، ج۱۹ ص۳۰۸تا۳۱۰، كتاب الصيام، باب مايفسد الصوم ويوجب الكفارة)

[1] قلت أَرَأَيُت رجلا مُسَافِرًا أصبح صَائِما فِى شهر رَمَضَان ثمَّ أفطر قَالَ عَلَيُهِ الُقَضَاء وَلَا كَفَّارَة عَلَيُهِ.مُحَمَّد قَالَ أخبرنَا أَبُو حنيفَة عَن مُسلم الُأَعُوَر عَن أنس بن مَالك عَن النَّبِى صلى الله عَلَيُهِ وَسلم أَنه خرج من الُمَدِينَة إِلَى مَكَّة فِى شهر رَمَضَان فَشَكا إِلَيُهِ النَّاس فِى بعض الطَّرِيق الُجهد فَأُفُطر حَتَّى أَتَى مَكَّة.مُحَمَّد عَن أبى حنيفَة عَن الُهَيُثَم عَن أنس بن مَالك أَن رَسُول الله صلى الله عَلَيُهِ وَسلم خرج من الُمَدِينَة إِلَى مَكَّة فِى شهر رَمَضَان لليلتين خلتا من شهر رَمَضَان فصَام حَتَّى إِذا أَتَى قديدا شكا إِلَيُهِ النَّاس الُجهد فَأُفُطر بِقديد ثمَّ لم يزل مُفطرا حَتَّى أَتَى مَكَّة فَأَى ذَلِك فعلت فَحسن إِن صمت فقد صَامَ النَّبِى صلى الله عَلَيُهِ وَسلم وَإِن أفطرت فقد أفطر النَّبِى صلى الله عَلَيُهِ وَسلم وَإِن سَافَرت فِى شهر رَمَضَان(الأصل المعروف بالمبسوط للشيبانى، ج۲ ص۲۰۶،۲۰۷، كتاب الصَّوُم)

سئل فضيلة الشيخ -رحمه الله تعالى :-إذا سافر الإنسان من شرق البلاد إلى غربها فزاد عليه الصوم أربع ساعات فهل يفطر على توقيت البلاد الشرقية لأنه صام على توقيتهم؟

فأجاب فضيلته بقوله :يستمر فى صومه حتى تغرب الشمس لقول الله تعالى :(أَتِمُّواُ الصِّيَامَ إِلَى الَّيُلِ وَلاَ تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمُ عَاكِفُونَ فِى الُمَسَاجِدِ تِلُكَ حُدُودُ اللهِ فَلاَ تَقُرَبُوهَا كَذالِكَ يُبَيِّنُ اللهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمُ يَتَّقُونَ) ولقول النبى صَلَّى اللَّهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ :إذا أقبل الليل من ههنا وأشار إلى المشرق وأدبر النهار من ههنا وأشار إلى المغرب وغربت الشمس فقد أفطر الصائم فيلزمه أن يبقى فى صيامه حتى تغرب الشمس ولو زاد عليه أربع ساعات، كما أنه لو سافر من الغرب إلى الشرق أفطر إذا غربت الشمس فى المشرق، وإن كان قبل غروبها فى المغرب .وسوف ينقص له ساعات بحسب ما بين التوقيتين، لأن الفطر معلق بغروب الشمس(مجموع فتاوى ورسائل العثيمين، ج۱۹ ص۳۲۳،۳۲۴، كتاب الصيام، باب مايفسد الصوم ويوجب الكفارة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075 30

(۵)...... اگر کوئی شخص کسی ایسے مقام وعلاقہ میں موجود ہے کہ جہاں چوبیس گھنٹوں کے اندر دن اور رات نہیں آتے، جس کی وجہ سے دن یا رات چوبیس گھنٹوں سے بھی طویل اور لمبے ہوجاتے ہیں، تو ایسے مقام پر روزہ کا وقت شروع اور مکمل ہونے کا معیار کیا ہوگا؟ اس سلسلہ میں فقہائے کرام کی آراء مختلف ہیں، ہمارے نزدیک دلائل کے لحاظ سے راجح یہ ہے کہ وہ اپنے سے قریب ترین ایسے معتدل علاقے کے فجر کے طلوع اور سورج کے غروب ہونے کے وقت کا اعتبار کرتے ہوئے روزہ رکھے گا کہ جہاں چوبیس گھنٹوں میں دن رات کا دورانیہ پورا ہوجاتا ہے، چنانچہ اس کے قریب ترین معتدل علاقہ میں جس وقت طلوعِ فجر ہوگا، اس وقت اس کے روزہ کا وقت شروع ہوگا، اور جس وقت سورج غروب ہوگا، اس وقت اس کے روزہ کا وقت مکمل ہوگا۔ [1]

---

[1] اور اس سلسلہ میں ایک قول چوبیس گھنٹوں میں سے بارہ گھنٹے روزہ کا وقت اور بارہ گھنٹے رات کا وقت اعتبار کرنے کا ہے، وفیہ اقوال اخر۔

(تتمة) لم أر من تعرض عندنا لحكم صومهم فيما إذا كان يطلع الفجر عندهم كما تغيب الشمس أو بعده بزمان لا يقدر فيه الصائم على أكل ما يقيم بنيته، ولا يمكن أن يقال بوجوب موالاة الصوم عليهم؛ لأنه يؤدى إلى الهلاك .فإن قلنا بوجوب الصوم يلزم القول بالتقدير، وهل يقدر ليلهم بأقرب البلاد إليهم كما قاله الشافعية هنا أيضا، أم يقدر لهم بما يسع الأكل والشرب، أم يجب عليهم القضاء فقط دون الأداء ؟ كل محتمل، فليتأمل .ولا يمكن القول هنا بعدم الوجوب أصلا كالعشاء عند القائل به فيها؛ لأن علة عدم الوجوب فيها عند القائل به عدم السبب، وفى الصوم قد وجد السبب وهو شهود جزء من الشهر وطلوع فجر كل يوم، هذا ما ظهر لى، والله تعالى أعلم (ردالمحتار، ج ۱ ص ۳٦٦، كتاب الصلاة)

ولكن حال الصلاة وحال رمضان عليهم كيف يكون حكمه ولم يتوجه إلى هذا أحد إلا الشوافع توجهوا إلى الصلاة ، ويقولون :إن أهل بلغار يمرون على حساب من قريب منهم ويجدون وقت العشاء(العرف الشذى للكشميرى، ج۳ ص ۴۲۴)

ولو لم تغب إلا بقدر ما بين العشاء ين فأطلق الشيخ أبو حامد أنه يعتبر حالهم بأقرب بلد يليهم وفرع عليه الزركشى وابن العماد أنهم يقدرون فى الصوم ليلهم بأقرب بلد إليهم، ثم يمسكون إلى الغروب بأقرب بلد إليهم وما قالاه إنما يظهر إن لم تسع مدة غيبوبتها أكل ما يقيم بنية الصائم لتعذر العمل به عندهم فاضطررنا إلى ذلک التقدير بخلاف ما إذا وسع ذلک وليس هذا حينئذ كأيام الدجال لوجود الليل هنا وإن قصر ولو لم يسع ذلک إلا قدر المغرب أو أكل الصائم قدم أكله وقضى المغرب فيما يظهر(تحفة المحتاج فى شرح المنهاج،لأحمد بن محمد بن على بن حجر الهيتمى، كتاب الصلاة)

لم يبين حكم صوم رمضان هل يجب بمجرد طلوع الفجر عند هم، أو يعتبر قدر طلوعه بأقرب البلاد إليهم، ثم رأيت قول الشارح الآتى وفرع عليه الزركشى وابن العماد إلخ ويؤخذ منه حكم ما نحن فيه سم على حج أى وهو أنهم يقدرون فى الصوم ليلهم بأقرب بلد إليهم ع ش بحذف(حواشى الشروانى على تحفة المحتاج

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

اور ایسے مقام وعلاقہ میں اگر رات کے غیر معمولی چھوٹا ہونے کی وجہ سے مغرب وعشاء کی نماز اور کھانا کھانے کا وقت میسر نہ آئے، بلکہ اتنا مختصر وقت ہو کہ اگر کھانا کھائے تو طلوعِ فجر ہوجانے کی وجہ سے مغرب وعشاء یا ان میں سے ایک نماز کا وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہو، اور اگر نماز میں مشغول ہو، تو کھانے کا وقت ہاتھ نہ آتا ہو، تو ایسی صورت میں نماز میں مشغول ہونے کے بجائے کھانا کھانے کا حکم ہوگا، تاکہ ہلاکت کی نوبت نہ آئے، اور اس صورت میں نماز کو بعد میں پڑھا جائے گا، خواہ نماز کا وقت ختم ہوجائے، اور ایسی صورت میں نماز کو قضا کرنے کا گناہ نہیں ہوگا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بشرح المنهاج،لعبد الحميد الشروانی، ج ۱، ص ۴۲۵، کتاب الصلاة)

سئل فضيلة الشيخ -رحمه الله تعالى :-فی البلاد الإسكندنافية وما فوقها شمالاً يعترض المسلم مشكلة الليل والنهار طولاً وقصراً، إذ قد يستمر النهار 22ساعة والليل ساعتين، وفی فصل آخر العكس كما حصل لأحد السائلين عندما مر بهذه البلاد فی رمضان مساء ، ويقول أيضاً بأنه قيل :إن الليل فی بعض المناطق ستة شهور والنهار مثله؟ فكيف يقدر الصائم فی مثل هذه البلاد؟ وكيف يصوم أهلها المسلمون أو المقيمون فيها للعمل والدراسة؟

فأجاب فضيلته بقوله :الإشكال فی هذه البلاد ليس خاصًّا بالصوم، بل هو أيضاً شامل للصلاة، ولكن إذا كانت الدولة لها نهار وليل فإنه يجب العمل بمقتضى ذلک، سواء طال النهار أو قصر، أما إذا كان ليس فيها ليل ولا نهار كالدوائر القطبية التی يكون فيها النهار ستة أشهر، أو الليل ستة أشهر، فهؤلاء يقدرون وقت صيامهم ووقت صلاتهم ولكن على ماذا يقدرون؟ قال بعض أهل العلم :يقدرون على أوقات مكة، لأن مكة هی أم القرى، فجميع القرى تؤول إليها، لأن الأم هی الشیء الذی تقتدی بها كالإمام مثلاً، كما قال الشاعر: على رأسه أم له تقتدی بها.

وقال آخرون :بل يعتبرون فی ذلک البلاد الوسط فيقدرون الليل اثنتی عشرة ساعة، ويقدرون النهار اثنتی عشرة ساعة، لأن هذا هو الزمن المعتدل فی الليل والنهار .وقال بعض أهل العلم :إنهم يعتبرون أقرب بلاد إليهم يكون لها ليل ونهار منتظم، وهذا القول أرجح، لأن أقرب البلاد إليهم هی أحق ما يتبعون، وهی أقرب إلى مناخهم من الناحية الجغرافية، وعلى هذا فينظرون إلى أقرب البلاد إليهم ليلاً ونهاراً فيتقيدون به، سواء فی الصيام أو فی الصلاة وغيرهما(مجموع فتاوى ورسائل العثيمين، ج۱۹ ص ۳۲۱،۳۲۲، كتاب الصيام، باب مايفسد الصوم ويوجب الكفارة)

[1] وسئل الشيخ أبو حامد عن بلاد بلغار كيف يصلون فإنه ذكر أن الشمس لا تغرب عندهم إلا بمقدار ما بين المغرب والعشاء ثم تطلع فقال :يعتبر صومهم وصلاتهم بأقرب البلاد إليهم، والأحسن، وبه قال بعض الشيوخ إنهم يقدرون ذلک ويعتبرون الليل والنهار، كما قال -صلى الله عليه وسلم -فی يوم الدجال الذی كسنة وكشهر :اقدروا له حين سأله الصحابی عن الصوم والصلاة فيه، وبلغار بضم الباء الموحدة وإسكان اللام وبالغين المعجمة وبالراء المهملة فی آخره :أقصى بلاد الترک، وذكر لی بعضهم عمن أخبره أن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

فقط، وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان

۱۵/شعبان المعظم/۱۴۳۴ھ 25/ جون/2013ء، بروز منگل

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾الشمس إذا غربت عندهم من ههنا طلع الفجر وصار يمشى قليلا، ثم تطلع الشمس، وبهذا الجواب المذكور يحصل الجواب عن تردد أبداه القرافى فى قوم لا تغيب الشمس عندهم إلا مقدار الصلاة، فهل يشتغلون بصلاة المغرب أو يشتغلون بالأكل حتى يقوون على صوم الغد إذا كان شهر رمضان(حاشية البجيرمى على الخطيب، ج ۱ ص ۳۹۴،۳۹۵، كتاب الصلاة، وقت العشاء)

لم يبين حكم صوم رمضان هل يجب بمجرد طلوع الفجر عند هم أو يعتبر قدر طلوعه بأقرب البلاد إليهم فإن كان الأول فهو مشكل؛ لأنه يلزم عليه توالى الصوم القاتل، أو المضر إضرارا لا يحتمل لعدم التمكن من تناول ما يدفع ذلك لعدم استمرار الغروب زمنا يسع ذلك وإن كان الثانى فهو مشكل بالحكم بانعدام وقت العشاء ، بل قياس اعتبار قدر طلوعه بأقرب البلاد بقاء وقت العشاء ووقوعها أداء فى ذلك القدر وهذا هو المناسب لما تقدم عن بعضهم فيما إذا لم يغب الشفق فليتأمل، ثم رأيت قول الشارح الآتى وفرع عليه الزركشى وابن العماد إلخ ويؤخذ منه حكمما نحن فيه(حاشية ابن قاسم العبادى،على تحفة المحتاج بشرح المنهاج، ج ۱ ،ص ۴۲۵، كتاب الصلاة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

سونے کے آداب (قسط۷)

بے خوابی، بدخوابی اور گھبراہٹ کے مسنون اذکار

بے خوابی یعنی نیند نہ آنا، یا بدخوابی یعنی بُرے اور ڈراؤنے خواب نظر آنا، یا نیند میں گھبرا کر اُٹھ جانا، یہ سب ایسی چیزیں ہیں کہ جن کے نتیجہ میں انسان کا سکون متاثر ہوتا ہے، اور انسان سخت بے چینی اور پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور آج کے دور میں اس طرح کی شکایات بہت عام ہیں۔

احادیثِ مبارکہ میں ایسی حالتوں میں مسنون اور پاکیزہ اذکار ذکر کیے گئے ہیں، جن کو پڑھنے کے نتیجہ میں مذکورہ شکایات کا ازالہ ہوجاتا ہے۔

آگے اس طرح کے اذکار اور دعاؤں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

وحشت، بے خوابی وبدخوابی کی ایک مسنون دعاء

حضرت ولید بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّـهُ قَـالَ: يَـا رَسُـوْلَ اللّٰـهِ، إِنِّيْ أَجِدُ وَحْشَةً ، قَـالَ: إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَکَ فَقُلْ: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ .وَعِقَابِهِ، وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ، فَإِنَّهُ لَا يُضَرُّكَ، وَبِالْحَرِيِّ أَنْ لَّا يَقْرَبَكَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۵۷۳ ،باسناد محتمل للتحسين)

ترجمہ: انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے (نیند کے وقت) وحشت (وگھبراہٹ) محسوس ہوتی ہے، تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ اپنے بستر پر (سونے کے لئے) آئیں، تو آپ یہ کلمات کہہ لیا کریں کہ:

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰـهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ .وَعِقَابِهِ، وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کامل، مکمل کلمات کے ذریعہ سے اس کے غضب سے اور اس کے عقاب وسزا سے، اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔

تو آپ کو کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے گی بلکہ تمہارے قریب بھی نہیں آئے گی (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سند سے اس طرح کی دعاء نیند میں گھبراہٹ کے وقت بھی مروی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِذَا فَزِعَ أَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ:أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، يُلَقِّنُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَلَدِهٖ، وَمَنْ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِيْ صَكٍّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِيْ عُنُقِهٖ(سنن الترمذی،رقم الحديث ۳۵۲۸، مسند احمد، رقم الحديث ۶۶۹۶) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نیند میں گھبرا جائے تو یہ کلمات پڑھ لے کہ:

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ.

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کامل، مکمل کلمات کے ذریعہ سے اس کے غضب سے اور اس کے عقاب وسزا سے، اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔

تو اس کو ہرگز کوئی ضرر اور نقصان نہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے سمجھدار بچوں کو یہ دعاء سکھایا کرتے تھے، اور جو سمجھدار نہ ہوتے تھے ان کے لیے ایک کاغذ میں لکھ کر گلے میں ڈال دیا کرتے تھے (ترمذی)

اور حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَكَا إِلَيْهِ أَهَاوِيْلَ يَرَاهَا فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ:إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ فَقُلْ:أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ (عمل

[1] قال الترمذی: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيب.
وفی حاشية مسند احمد: حديث محتمل للتحسين.

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075330

الیوم واللیلة، ج ا، ص ۶۷۱، باب ما یقول من ابتلی بالأھوال یراھا فی منامه) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند میں پریشان کُن چیزیں دیکھنے کی شکایت کی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ اپنے بستر پر آئیں، تو یہ دعاء پڑھ لیا کریں کہ:

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ(عمل الیوم واللیلة)

حضرت محمد بن محمد بن یحییٰ بن حبان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُؤَرَّقُ -أَوْ أَصَابَهُ أَرَقٌ-فَشَكَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَّتَعَوَّذَ عِنْدَ مَنَامِهٖ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ، وَمِنْ غَضَبِهٖ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ (عمل الیوم واللیلة لابن السنی، ج ا، ص۶۷۷، واللفظ لہٗ؛ المطالب العالیه للعسقلانی، رقم الحدیث ۳۴۸۷) [2]

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: وھو عند ابن السنی(۷۵۵)من حدیث خالد بن الولید، رواہ من طریق مسدد، عن سفیان بن عیینة، عن أیوب بن موسی، عن محمد بن
یحیی بن حبان، أن خالد بن الولید، وھذا منقطع أیضاً.
وھو فی "الموطأ۲/۹۵۰"عن یحیی بن سعید، أنه قال :بلغنی أن خالد بن الولید قال لرسول الله صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إنی أروع فی منامی ...وآخر عند ابن السنی (۷۴۷)عن محمد بن عبد الله بن غیلان، عن أبی ھشام الرفاعی، عن وکیع بن الجراح، عن سفیان، عن محمد بن المنکدر، قال :جاء رجل إلی النبی صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فشکا إلیه أھاویل یراھا فی المنام، فقال له النبی صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..وأبو ھشام الرفاعی -واسمه محمد بن یزید بن محمد بن کثیر بن رفاعة مختلف فیه، قال ابنُ معین والعجلی وسلمة بن قاسم :لا بأس به .وقال البرقانی :ثقة، أمرنی الدارقطنی أن أخرج حدیثه فی إلصحیح، واحتج به مسلم، وضعفه البخاری وأبو حاتم والحکم أبو أحمد والنسائی، وباقی رجاله ثقات (حاشیة مسند احمد، تحت رقم الحدیث ۶۶۹۶)
وقال الالبانی: وجملة القول :أن الحدیث بھذا الشاھد حسن (سلسلة الاحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۲۶۴)

[2] قال ابن حجر:ھذا حدیث مرسل، محمد بن یحیی تابعی(نتائج الافکار، ج۳ص۱۰۹، باب :ما یقول إذا قلق فی فراشه فلم ینم)
وقال الالبانی:أخرجه ابن السنی أیضا (رقم ۷۳۶) ، ورجاله ثقات غیر شیخه علی بن محمد ابن عامر فلم أعرفه .لکن یشھد له حدیث محمد بن إسحاق عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده(سلسلة الاحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۲۶۴)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075

ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نیند نہیں آتی تھی، یا اُن کی نیند اُچاٹ ہوگئی تھی، تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو نیند کے وقت ان کلمات کی تعلیم دی کہ:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ، وَمِنْ غَضَبِہٖ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِہٖ، وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَأَنْ یَّحْضُرُوْنِ (ابن سنی)

اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ دعاء بے خوابی، نیند کے اُچاٹ ہونے اور بدخوابی کی وجہ سے گھبراہٹ میں مسنون اور مفید ہے۔

اور اگر چھوٹے بچے کو ان چیزوں کی شکایت ہو، تو اس دعاء کو لکھ کر بچے کے گلے میں ڈال دینا مفید ہے۔

قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے مذکورہ مفہوم کی دعاء کا حکم فرمایا ہے۔

چنانچہ سورہ مؤمنون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

رَبِّ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ. وَأَعُوْذُ بِکَ رَبِّ أَنْ یَّحْضُرُوْنِ

(سورة المؤمنون، رقم الآيات، ۹۷، و۹۸)

ترجمہ: (اور یہ دعاء کیجئے کہ) اے میرے ربّ! میں شیطانوں کے وسوسوں سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، اور اے میرے رب! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں

(سورہ مؤمنون)

خواب یا نیند میں سخت گھبراہٹ سے نجات کی دعاء

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

کُنْتُ أَفْزَعُ بِاللَّیْلِ، فَأَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: إِنِّیْ أَفْزَعُ بِاللَّیْلِ فَآخُذُ سَیْفِیْ، فَلَا أَلْقَی شَیْئًا إِلَّا ضَرَبْتُہُ بِسَیْفِیْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ عَلَّمَنِی الرُّوْحُ الْأَمِیْنُ؟ فَقُلْتُ: بَلٰی. فَقَالَ: قُلْ: أَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُھُنَّ بِرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمَا یَعْرُجُ فِیْھَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ، وَمِنْ کُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقٌ یَطْرُقُ بِخَیْرٍ، یَا رَحْمٰنُ، فَقَالَھَا، فَذَھَبَتْ عَنْہُ (المعجم الاوسط

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075530

للطبرانی، رقم الحدیث ۵۴۱۵) ؎۱

ترجمہ: میں رات کے وقت گھبرا جاتا تھا، تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور میں نے عرض کیا کہ میں رات کے وقت میں گھبرا جاتا ہوں، پھر میں اپنی تلوار کو پکڑتا ہوں، تو میں جس چیز کو بھی پاتا ہوں، تو اس کو اپنی تلوار سے مارتا ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھلادوں، جو مجھے روح الامین (یعنی جبریلِ امین) نے سکھلائے ہیں، تو میں نے عرض کیا کہ بے شک، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ یہ دعاء پڑھا کیجئے کہ:

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بِرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقٌ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ، يَا رَحْمٰنُ.

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کامل، مکمل کلمات کے ذریعہ سے کہ اُن سے نہ تو کوئی متقی آگے بڑھ سکتا، اور نہ کوئی گناہ گار، اُن چیزوں کے شر سے جو آسمان سے نازل ہوتی ہیں، اور جو آسمان پر چڑھتی ہیں، اور رات اور دن کے فتنوں کے شر سے، اور ہر رات کو آنے والی چیز سے، مگر وہ رات کو آنے والی چیز جو خیر کو لے کر آئے، اے رحمٰن۔

تو حضرت خالد بن ولید نے یہ کلمات پڑھے، تو آپ کی وہ گھبراہٹ و بے چینی دُور ہوگئی (طبرانی)

؎۱ قال الطبرانی: لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ إِلَّا الْمُغِيرَةُ بْنُ مُسْلِمٍ، تَفَرَّدَ بِهِ :شَبَابَةُ.

وقال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط، وفيه زكريا بن يحيى بن أيوب الضرير المدائنی، ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٧٠٦٥ ،باب ما يقول إذا أرق أو فزع)

وقال الالبانی: وقال ":لم يرو هذا الحديث عن هشام بن حسان إلا المغيرة بن مسلم، تفرد به شبابة ."قلت: وهو ثقة حافظ محتج به فی "الصحيحين "، وكذا من فوقه، فإنهم ثقات من رجال "التهذيب "إن كان شيخ هشام بن حسان (جبيرا) فإن اسمه غير واضح فی النسخة المصورة، ويمكن أن يقرأ (حميد) ، ولكل من الاحتمالين ما يرجحه، فـ (جبير) - وهو ابن نفير -له رواية عن خالد بن الوليد عند أبی داود، و (حميد) - وهو ابن هلال -روى عنه هشام بن حسان عند مسلم وأبی داود كما فی "تهذيب المزی "، وسواء كان هذا أو ذاک فهو ثقة، لكن يحتمل أن (حطم) ، وهو "شيخ "كما فی "ثقات ابن حبان ۱۹۳/۴ "ولعله أراده الهيثمی بقوله۱۰/۱۲۶ "رواه الطبرانی فی "الأوسط "، وفيه زكريا بن يحيى بن أيوب الضرير المدائنی، ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات ."قلت :قد عرفه الخطيب حين ترجمه برواية جمع من الحفاظ عنه كما تقدم بيانه فی الحديث الذی قبله، فالسند حسن على الاحتمال المذكور، لاسيما وله طريق أخرى من رواية المسيب بن واضح (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۷۳۸)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075300

اس طرح کا واقعہ اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ؎۱

بے خوابی اور نیند کے اُچاٹ ہونے کی ایک اور دعاء

حضرت ابن سابط سے روایت ہے کہ:

أَصَابَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ أَرَقٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ إِذَا قُلْتَهُنَّ نِمْتَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ ، وَمَا أَظَلَّتْ ، وَرَبَّ الْأَرَضِيْنَ ، وَمَا أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ ، وَمَا أَضَلَّتْ ، كُنْ لِيْ جَارِيْ مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا أَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ ، أَوْ يَبْغِيْ ، عَزَّ جَارُكَ ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحديث ۳۰۲۳۹)

ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نیند اُچاٹ ہوگئی، تو اُن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم

؎۱ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، أَنَّهُ شَكَى إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : إِنِّي أَجِدُ فَزَعًا بِاللَّيْلِ فَقَالَ " :أَلا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلامُ وَزَعَمَ أَنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ يَكِيدُنِي قَالَ :أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ، وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَفِتَنِ النَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمَانُ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۳۸۳۸)

قال الهيثمی: رواه الطبرانی، وفيه المسيب بن واضح وقد وثقه غير واحد، وضعفه جماعة، وكذلك الحسن بن على المعمری، وبقية رجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۰۶۶، باب ما يقول إذا أرق أو فزع)

وقال الالبانی: قلت :وهذا إسناد رجاله ثقات غير المسيب هذا، فهو ضعيف، لكن ضعفه من قبل حفظه، فيمكن الاستشهاد به، وبخاصة أنه قد توبع، فرواه البيهقی فی "الدلائل 7) "96/) من طريق حفصة بنت سيرين عن أبی العالية به .ورجاله ثقات غير شيخه وشيخ شيخه "أبو حامد أحمد بن أبی العباس الزوزنی: حدثنا أبو بكر محمد بن خنب !)) " فإنی لم أعرفهما.

ولبعضه شاهد (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۷۳۸)

عن قتادة عن أبی رافع أن خالد بن الوليد جاء إلى النبی صلى الله عليه و سلم فشكا إليه وحشة يجدها فقال له ألا أعلمك ما علمنی الروح الأمين جبريل قال لی إن عفريتا من الجن يكيدك فإذا أويت إلى فراشك فقل أعوذ بكلمات الله التامات التی لا يجاوزهن بر ولا فاجر من شر ما ينزل من السماء ومن شر ما يعرج فيها ومن شر ما ذرأ فی الأرض ومن شر ما يخرج منها ومن شر طوارق الليل والنهار ومن شر كل طارق يطرق إلا طارقا يطرق بخير يا رحمان (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۱۹۸۳۱)

Idara Ghufran

نے فرمایا کہ کیا میں آپ کو ایسے کلمات نہ سکھلا دوں کہ جب آپ اُن کو پڑھ لیں گے، تو آپ کو نیند آ جائے گی، وہ کلمات یہ ہیں کہ:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ ، وَمَا أَظَلَّتْ ، وَرَبَّ الْأَرْضِيْنَ ، وَمَا أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ ، وَمَا أَضَلَّتْ ، كُنْ لِيْ جَارِيْ مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا أَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ ، أَوْ يَبْغِيْ ، عَزَّ جَارُكَ ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ .

اے اللہ! آسمانوں کے رب، اور اُن چیزوں کے رب جن پر آسمانوں نے سایہ کیا ہوا ہے، اور زمینوں کے رب، اور اُن چیزوں کے رب جن کو زمینوں نے اُٹھایا ہوا ہے، اور شیاطین کے رب، اور اُن چیزوں کے رب جن کو شیاطین گمراہ کرتے ہیں، آپ میرے معاون اور محافظ بن جایئے، اپنی تمام مخلوق کے شَر سے، کہ اُن میں سے کوئی مجھ پر زیادتی کرے، یا ظلم کرے، آپ کا تعاون اور حفاظت عزیز ترین ہے، اور آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں (ابن ابی شیبہ)

اس دعاء کو تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ اور محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔ [1]

جن میں سے بعض کی اسناد پر محدثین نے کلام کیا ہے۔ [2]

---

[1] عَنِ ابْنِ سَابِطٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، قَالَ : كُنْتُ آرَقُ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ إِذَا قُلْتَهُنَّ نِمْتَ؟، قُلِ :اللهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَمَا أَظَلَّتْ وَرَبَّ الْأَرَضِينَ وَمَا أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ وَمَا أَضَلَّتْ كُنْ لِي جَارًا مِنْ شَرِّ جَمِيعِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، وأَنْ يُفْرَطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَوْ أَنْ يُؤْذِيَنِي عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ "(المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۳۸۳۹)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَابِطٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، أَنَّهُ أَصَابَهُ أَرَقٌ ,فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ " :أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ إِذَا قُلْتَهُنَّ نِمْتَ؟ قُلِ :اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظَلَّتْ ,وَرَبَّ الْأَرَضِينَ السَّبْعِ وَمَا أَقَلَّتْ ,وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ وَمَا أَضَلَّتْ ,كُنْ لِي جَارًا مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ جَمِيعًا؛ أَنْ يُفْرِطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَوْ أَنْ يَطْغَى ,عَزَّ جَارُكَ ,وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ "لَمْ يَرْوِهِ عَنْ مِسْعَرٍ إِلَّا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ تَفَرَّدَ بِهِ ابْنُ بِنْتِ شُرَحْبِيلَ (المعجم الصغير للطبرانى، رقم الحديث ۹۸۴)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَابِطٍ قَالَ :أَصَابَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ أَرَقٌ ,فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ إِذَا قُلْتَهُنَّ نِمْتَ؟ قَالَ :بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ .قَالَ :قُلِ :اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظَلَّتْ، وَالْأَرَضِينَ السَّبْعِ وَمَا أَقَلَّتْ، وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ وَمَا أَضَلَّتْ، كُنْ لِي جَارًا مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ جَمِيعًا كُلِّهِمْ، أنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ، أَوْ يَبْغِيَ، عَزَّ جَارُكَ، وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ (الدعاء للضبى، رقم الحديث ۱۲۶)

[2] قال الهيثمى:رواه الطبرانى فى الأوسط، ورجاله رجال الصحيح إلا أن عبد الرحمن بن سابط لم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

برا خواب نظر آنے پر اس کے ضرر سے بچنے کی دعاء

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ (مسلم، رقم الحدیث ۲۲۶۲)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ یسمع من خالد بن الولید . ورواه فی الکبیر بسند ضعیف بنحوه، وقال " :کن لی جارا من جمیع الجن والإنس أن یفرط علی أحد منهم، وأن لا یؤذینی، عز جارک، وجل ثناؤک، ولا إله غیرک(مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۷۰۶۳ ،باب ما یقول إذا أرق أو فزع)

وقال ابن حجر :هذا مرسل صحیح الإسناد، وکأنه الذی أشار إلیه الترمذی.

وابن سابط اسمه عبد الرحمن، وقیل :اسم أبیه عبد الله فنسب إلی جده، وسابط هو ابن أبی حمیصة صحابی جمحی مکی، وعبد الرحمن تابعی صغیر .ورواه شعیب بن إسحاق، عن مسعر، وزاد فی السند.

قرأت علی فاطمة بنت المنجا عن سلیمان بن حمزة قال :أنا الحافظ ضیاء الدین المقدسی، أنا الإمام أبو الفتوح العجلی قال :أتنا أم إبراهیم الأصبهانیة، قالت :أنا محمد بن عبد الله الضبی، أنا الطبرانی، ثنا أبو عامر محمد بن إبراهیم الصوری النحوی، ثنا سلیمان بن عبد الرحمن، ثنا شعیب بن إسحاق، ثنا مسعر، ثنا علقمة بن مرثد، عن عبد الرحمن بن سابط، عن خالد بن الولید رضی الله عنه :أنه أصابه أرق، فذکر الحدیث بتمامة.قال الطبرانی :لم یروه عن مسعر إلا شعیب بن إسحاق، تفرد به سلیمان بن عبد الرحمن.

قلت :أما تفرد سلیمان عن شعیب فمسلم، وأما الحصر فی شعیب فمردود، فقد رواه محمد بن جابر الیمامی عن مسعر کما قال شعیب .قرأت علی فاطمة بنت عبد الهادی عن محمد بن عبد الحمید، أنا إسماعیل بن عبد القوی، أتنا فاطمة بنت سعد الخیر قالت :أتنا فاطمة الجوزذانیة، قالت :أنا أبو بکر بن ریذة، أنا الطبرانی، ثنا الحسین بن إسحاق، ثنا محمد بن زنبور ثنا محمد بن جابر، ثنا مسعر، فذکر مثل سیاق شعیب فی السند، وفی المتن بمعناه.هکذا أورده الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسند خالد بن الولید، ولم یخرج السند مع ذلک عن الانقطاع، وأن (لأن) عبد الرحمن لم یدرک خالداً والله أعلم(نتائج الافکار، ج۳ص ۱۱۵، ۱۱۶، باب :ما یقول إذا قلق فی فراشه فلم ینم،المجلس ،المجلس ۲۴۴)

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ :شَكَا خَالِدُ بْنُ الوَلِيدِ المَخْزُومِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَنَامُ اللَّيْلَ مِنَ الأَرَقِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلْ :اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظَلَّتْ، وَرَبَّ الأَرَضِينَ وَمَا أَقَلَّتْ، وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ وَمَا أَضَلَّتْ، كُنْ لِي جَارًا مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيعًا أَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَوْ أَنْ يَبْغِيَ، عَزَّ جَارُكَ، وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ."هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالقَوِيِّ وَالحَكَمُ بْنُ ظُهَيْرٍ قَدْ تَرَكَ حَدِيثَهُ بَعْضُ أَهْلِ الحَدِيثِ وَيُرْوَى هَذَا الحَدِيثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا مِنْ غَيْرِ هَذَا الوَجْهِ (ترمذی، رقم الحدیث ۳۵۲۳)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی مکروہ وناپسندیدہ خواب دیکھے، تو اسے چاہئے کہ اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھوتھو کردے، اور اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے شیطان سے تین مرتبہ پناہ چاہے اور جس کروٹ پر پہلے تھا، اس کو بدل دے (مسلم)

تین مرتبہ شیطان سے پناہ چاہنے کا مطلب یہ ہے کہ تین مرتبہ:

"اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ"

پڑھ لے، جس کے نتیجہ میں اس برے اور ڈراؤنے خواب سے اس کو کوئی بھی ضرر نہ ہوگا۔ [1]

خلاصہ یہ کہ بے خوابی، بدخوابی اور گھبراہٹ وبے چینی وغیرہ جیسی شکایات کے موقع پر کئی مسنون اذکار احادیث میں ذکر کئے گئے ہیں، جن سے مذکورہ شکایات کا بفضلہٖ تعالیٰ ازالہ ہوجاتا ہے، اور مذکورہ شکایات دور ہوجاتی ہیں، جن کے لئے دنیا میں مہنگے ترین علاج معالجے بھی بعض اوقات مفید ثابت نہیں ہوتے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قال ابن حجر:قلت :الحکم المذکور قال البخاری :متروک الحدیث.
وکذا قال أبو حاتم وأبو زرعة والنسائی.وقال ابن معین وابن نمیر :لیس بثقة.
وقال ابن حبان :یروی الموضوعات عن الثقات .انتھی(نتائج الافکار، ج۳ص۱۱۴،باب :ما یقول إذا قلق فی فراشه فلم ینم،المجلس ،المجلس ۲۴۴)
أرق :الأرق :السھر .وقد أرقت، بالکسر، أی سھرت، وکذلک ائترقت علی افتعلت، فأنا أرق .التھذیب: الأرق ذھاب النوم باللیل، وفی المحکم :ذھاب النوم لعلة(لسان العرب، ج۱۰،ص۴)

[1] عن أبی سعید الخدری، أنه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم، یقول :إذا رأی أحدکم الرؤیا یحبھا، فإنھا من الله، فلیحمد الله علیھا ولیحدث بھا، وإذا رأی غیر ذلک مما یکره، فإنما ھی من الشیطان، فلیستعذ من شرھا، ولا یذکرھا لأحد، فإنھا لن تضره (بخاری، رقم الحدیث ۷۰۴۵، باب إذا رأی ما یکره فلا یخبر بھا ولا یذکرھا)

Idara Ghufran

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ﴾ ابوجویریہ

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط ۳۶)

برادرانِ یوسف کا واپسی کے متعلق باہم مشورہ

جب برادرانِ یوسف بنیامین کی رہائی سے مایوس ہوگئے، تو آپس میں مشورہ کے لئے کسی علیٰحدہ جگہ میں جمع ہوگئے، ان میں سے بڑے بھائی نے اپنے دوسرے بھائیوں سے کہا کہ تمہیں یہ بات یاد نہیں کہ تمہارے والد نے تم سے بنیامین کے واپس لانے کا پختہ عہد لیا تھا اور ساتھ ہی والد صاحب نے یہ بھی بتادیا تھا کہ تم اس سے پہلے بھی یوسف کے معاملہ میں ایک کوتاہی اور غلطی کرچکے ہو، اس لئے میں تو اب مصر کی زمین کو اس وقت تک نہ چھوڑوں گا، جب تک میرے والد خود ہی مجھے مصر سے واپس آنے کا حکم نہ دے دیں یا اللہ تعالیٰ ہی میرے حق میں کوئی فیصلہ صادر نہ فرمادیں۔ [1]

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَلَمَّا اسۡتَیۡـَٔسُوۡا مِنۡهُ خَلَصُوۡا نَجِیًّا ؕ قَالَ کَبِیۡرُهُمۡ اَلَمۡ تَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اَبَاکُمۡ قَدۡ اَخَذَ عَلَیۡکُمۡ مَّوۡثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنۡ قَبۡلُ مَا فَرَّطۡتُّمۡ فِیۡ یُوۡسُفَ ۚ فَلَنۡ اَبۡرَحَ الۡاَرۡضَ حَتّٰی یَاۡذَنَ لِیۡۤ اَبِیۡۤ اَوۡ یَحۡکُمَ اللّٰهُ لِیۡ ۚ وَهُوَ خَیۡرُ الۡحٰکِمِیۡنَ (سورۃ یوسف، رقم الآیۃ ۸۰)

یعنی ''پھر جب اس سے ناامید ہوئے، تو مشورہ کرنے کے لیے اکیلے ہوکر بیٹھے، ان میں سے بڑے نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے والد نے تم سے اللہ کا عہد لیا تھا اور پہلے

---

[1] یہ بڑے بھائی جن کا کلام بیان ہوا ہے بعض حضرات کے نزدیک یہودا ہیں اور یہ اگرچہ عمر میں سب سے بڑے نہیں مگر علم وفضل میں بڑے تھے اور بعض مفسرین کے بقول روبیل ہیں، جو عمر میں سب سے بڑے ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قتل نہ کرنے کا مشورہ انہوں نے دیا تھا اور بعض مفسرین نے یہ فرمایا کہ یہ بڑے بھائی شمعون ہیں جو مرتبہ کے اعتبار سے سب بھائیوں میں بڑے سمجھے جاتے تھے۔

قال کبیرھم فی الفضل والعلم لا فی السن وھو یھودا کذا قال ابن عباس والکلبی -وقیل کبیرھم فی السن وھو روبیل وھو الذی نھی الاخوۃ عن قتل یوسف -کذا قال قتادۃ والسدی والضحاک -وقال مجاھد وھو شمعون وکانت لہ ریاسۃ علی الاخوۃ (التفسیر المظھری، سورۃ یوسف، رقم الآیۃ ۸۰)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

جو یوسف کے حق میں قصور کر چکے ہو (وہ بھی تمہیں معلوم ہے) پس میں تو اس ملک سے ہرگز نہیں جاؤں گا، یہاں تک کہ میرا والد مجھے حکم دے یا میرے لیے اللہ کوئی فیصلہ فرمائے اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے"

اس کے بعد برادرانِ یوسف میں سے بڑے نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ میں تو یہیں رہوں گا آپ سب لوگ اپنے والد کے پاس واپس جائیں اور ان کو بتلائیں کہ آپ کے صاحبزادہ نے چوری کی اور ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ اپنے چشم دید حالات ہیں کہ چوری شدہ چیز ان کے سامان میں سے ہمارے سامنے برآمد ہوئی۔

اور ہم نے جو آپ سے عہد کیا تھا کہ ہم بنیامین کو ضرور واپس لائیں گے، یہ عہد ظاہری حالات کے اعتبار سے تھا، غیب کا علم تو ہمیں نہ تھا کہ یہ چوری کر کے گرفتار اور ہم مجبور ہو جائیں گے۔ [1]

چونکہ برادرانِ یوسف اس سے پہلے ایک فریب اپنے والد کو دے چکے تھے اور یہ جانتے تھے کہ ہمارے اس بیان سے والد صاحب کو ہرگز اطمینان نہ ہوگا، اور وہ ہماری بات پر یقین نہیں کریں گے، اس لئے مزید تاکید کے لئے کہا کہ آپ کو ہمارا یقین نہ آئے تو آپ اس شہر کے لوگوں سے تحقیق کر لیں جس میں ہم تھے، اور آپ اس قافلہ سے بھی تحقیق کر سکتے ہیں جو ہمارے ساتھ ہی مصر سے کنعان آیا ہے اور ہم اس بات میں بالکل سچے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے برادرانِ یوسف کے اس عذر کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ:

اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓی اَبِیْکُمْ فَقُوْلُوْا یٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَکَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا کُنَّا لِلْغَیْبِ حٰفِظِیْنَ. وَسْـَٔلِ الْقَرْیَةَ الَّتِیْ کُنَّا فِیْهَا وَالْعِیْرَ الَّتِیْٓ اَقْبَلْنَا فِیْهَا وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (سورة یوسف، رقم الآیات، ۸۱، ۸۲)

یعنی "تم اپنے والد کے پاس لوٹ جاؤ اور کہو کہ اے ہمارے والد! آپ کے بیٹے نے چوری کی اور ہم وہی بیان کر رہے ہیں، جس کا ہمیں علم تھا اور ہمیں غیب کی خبر نہ تھی۔ اور جس بستی میں ہم (ٹھہرے تھے) وہاں سے (یعنی اہل مصر سے) اور جس قافلے میں آئے ہیں اس

---

[1] اور اس جملے کے یہ معنیٰ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم نے اپنے بھائی بنیامین کی پوری حفاظت کی کہ کوئی ایسا کام ان سے نہ ہو جائے جس کے باعث وہ تکلیف میں پڑیں، مگر ہماری یہ کوشش ظاہری احوال ہی کی حد تک ہو سکتی تھی ہماری نظروں سے غائب لاعلمی میں ان سے یہ کام ہو جائے گا ہم کو اس کا کوئی علم نہ تھا۔

Idara Ghufran

سے دریافت کر لیجئے اور ہم (اس بیان میں) بالکل سچے ہیں“

حضرت یعقوب علیہ السلام کا جواب

حضرت یعقوب علیہ السلام کے چھوٹے صاحبزادے بنیامین کی مصر میں گرفتاری کے بعد ان کے بھائی وطن واپس آئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ ماجرا سنایا اور یقین دلانا چاہا کہ ہم اس واقعہ میں بالکل سچے ہیں آپ اس بات کی تصدیق مصر کے لوگوں سے بھی کر سکتے ہیں اور جو قافلہ ہمارے ساتھ مصر سے کنعان آیا ہے، اس سے بھی معلوم کر سکتے ہیں کہ بنیامین کی چوری پکڑی گئی اس لئے وہ گرفتار ہو گئے ،حضرت یعقوب علیہ السلام کو چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں ان صاحبزادوں کا جھوٹ ثابت ہو چکا تھا، اس لئے اس مرتبہ بھی یقین نہیں آیا، اگرچہ فی الواقع اس وقت انہوں نے کوئی جھوٹ نہیں بولا تھا، اس لئے اس موقع پر بھی وہی کلمات فرمائے جو حضرت یوسف علیہ السلام کی گم شدگی کے وقت فرمائے کہ:

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِىْ بِهِمْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (سورة يوسف، رقم الآية ۸۳)

یعنی”(جب انہوں نے یہ بات یعقوب سے آ کر کہی تو) حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا (کہ حقیقت یوں نہیں) بلکہ یہ بات تم نے اپنے دل سے بنالی ہے، تو صبر ہی بہتر ہے، امید ہے کہ اللہ ان سب کو میرے پاس لے آئے، بے شک وہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

یہی بات حضرت یعقوب علیہ السلام نے برادرانِ یوسف کو اس وقت بھی کہی تھی ،جب برادرانِ یوسف ،حضرت یوسف علیہ السلام کا خون آلود کُرتہ لے کر حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے تھے۔

بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ.

یعنی یہ بات جو تم کہہ رہے ہو، صحیح نہیں تم نے خود بات بنائی ہے مگر اب بھی صبر ہی کرتا ہوں، وہی میرے لئے بہتر ہے۔

(جاری ہے...........)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075301

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

حجامہ یا سینگی لگوانا (قسط۱)

(Cupping Therapy)

حجامہ یا سینگی لگوانا جسے انگریزی زبان میں کپنگ تھراپی Cupping Therapy کہا جاتا ہے۔
اس عمل کو طب نبوی میں مختلف قسم کے امراض سے شفاء یابی کے لئے بڑی اہمیت دی گئی ہے، اور اس عمل کو علاج ودواء کا سب سے بہتر طریقہ قرار دیا گیا ہے۔
حجامہ سے مراد جسم کے کسی مخصوص حصہ پر سینگی لگوا کر (Cupping Cup) آس پاس کے موذی یا رُکے ہوئے خونی یا دوسرے مادوں کو جذب کر کے جسم سے پچھنے یعنی اُسترے یا نشتر وغیرہ کے ذریعہ سے خارج کیا جاتا ہے۔ ۱
حجامہ کو اُردو زبان میں فصد کرانا بھی کہا جاتا ہے، اور عربی زبان میں اور بطورِ خاص احادیث میں اکثر وبیشتر اس عمل کو حجامہ سے ہی تعبیر کیا گیا ہے، البتہ بعض ماہرین نے حجامہ اور فصد میں یہ فرق کیا ہے کہ حجامہ میں تو جسم کے کسی بھی حصہ پر فاسد خون اور مواد اکٹھا کر کے خارج کیا جاتا ہے، اور فصد سے مراد خون کو کسی چیز (سینگی یا کیوپنگ کپ وغیرہ) سے جذب کیے بغیر رَگ کُھلوا کر خون کو خارج کیا جاتا ہے، جسے انگریزی زبان میں اوپننگ وین Opening a vein کہا جاتا ہے۔ ۲
طب کے فن میں حجامہ یا فصد کا عمل استفراغ یعنی جسم سے فضلات اور غیر ضروری یا مضِر رطوبات کے خارج

---

۱ حجامہ کو سینگی لگوانا اس لئے کہا جاتا ہے کہ پہلے زمانے میں سینگ کے ذریعہ سے یہ عمل کیا جاتا تھا، سینگ اندر سے خالی ہوتا ہے، اور ایک طرف سے چوڑا ہوتا ہے، اور دوسری طرف سے پتلا ہوتا ہے، پتلی طرف سے باریک سا سوراخ کر کے، اس سوراخ سے منہ لگا کر ہوا کھینچی جاتی تھی، اور سینگ کی چوڑی طرف جسم کے حصہ کے ساتھ لگی ہوتی تھی، جب سینگ کے نیچے جلد والی جگہ میں مواد اکٹھا ہو جاتا تھا، تو اس کے بعد اس مقام پر چُھری، اُسترے، بلیڈ وغیرہ سے چیرا لگا کر اس مواد کو خارج کیا جاتا تھا، اس لئے اُردو زبان میں اس عمل کا نام سینگی لگوانا پڑ گیا۔

۲ تاہم حجامہ میں جس طرح جسم کے کسی حصہ میں خون اکٹھا کر کے خارج کیا جاتا ہے، اسی طرح کسی مخصوص رَگ والے مقام پر بھی یہ عمل کیا جاسکتا ہے، اس صورت میں مذکورہ عمل کو حجامہ اور فصد دونوں نام دینا درست ہوگا، اور ممکن ہے کہ عرب میں فصد کا عمل بھی حجامہ کی طرف خون اکٹھا کر کے کیا جاتا ہو، اور موجودہ زمانہ میں دوسرے ضرورت مند کو خون کا عطیہ کرنا، اس کا عمدہ متبادل ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

Idara Ghufran

کرکے جسم کو فضلات سے فارغ کرنے کی ایک قسم کہلاتی ہے۔ ۱؎

ماہرین کے مطابق حجامہ کا عمل ایسے لوگوں کے لئے زیادہ مفید ہوتا ہے، جو گرم علاقہ کے باشندے ہوں، اوران کے خون میں حدت وگرمی زیادہ ہو، اورجسم میں فاسد مادہ جمع ہو، یا کمزور ہوں، اوراسی وجہ سے بچوں کے لئے بھی حجامہ کا عمل زیادہ مفید ہے۔

اور فصد یعنی رَگ سے خون نکالنے کا عمل ایسے لوگوں کے لئے زیادہ مفید ہوتا ہے، جو قوی اور طاقت ور ہوں، اوران میں خون کی مقدار زیادہ ہو، کیونکہ اس کے ذریعہ سے جسم سے خون کی زائد مقدار خارج ہوتی ہے، ضرورت کے وقت دوسرے مریضوں اورضرورت مندوں کو اپنا خون فراہم کردینا اس کی جدید عمدہ شکل ہے، جس میں خون کی اضاعت نہیں ہوتی، اوراس عمل کے صحت کے لئے مفید ہونے کا جدید ماہرین بھی اعتراف کرتے ہیں۔ ۲؎

۱؎ فالفصد :هو إخراج الدم من العروق ، وهو أشبه ما يكون بسحب بالدم ، والحجامة :إخراج الدم الفاسد من تحت سطح الجلد (فتاوى شرعية فى مسائل طبية، ج۳ص ۶ ، لفضيلة الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن الجبرين)

أ -الفصد:فصد يفصد فصدا وفصادا :شق العرق لإخراج الدم .وفصد الناقة شق عرقها ليستخرج منه الدم فيشربه.فالفصد والحجامة يجتمعان فى أن كلا منهما إخراج للدم، ويفترقان فى أن الفصد شق العرق، والحجامة مص الدم بعد الشرط(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۷ ص ۱۴ ،مادة "حجامة")

الفصد لغة :شق العرق، يقال :فصده يفصده فصدا وفصادا، فهو مفصود وفصيد.واصطلاحا الفصد :هو قطع العرق لاستخراج الدم الذى يؤذى الجسد.

الألفاظ ذات الصلة :الحجامة:الحجامة فى اللغة :مأخوذة من الحجم، أى المص، يقال :حجم الصبى ثدى أمه :إذا مصه.والحجامة فى كلام الفقهاء قيدت عند البعض بإخراج الدم من القفا بواسطة المص بعد الشرط بالحجم لا بالفصد .وذكر الزرقانى أن الحجامة لا تختص بالقفا، بل تكون من سائر البدن، وإلى هذا ذهب الخطابى .والحجامة والفصد يجتمعان فى أن كلا منهما إخراج للدم، ويفترقان فى أن الفصد شق العرق، والحجامة مص الدم بعد الشرط(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۲ص ۱۴۶ ، ۱۴۷ ، مادة "فصد")

وإنما خص الحجم بالذكر لكثرة استعمال العرب وإلفهم له بخلاف الفصد فإنه وإن كان فى معنى الحجم لكنه لم يكن معهودا لها غالبا على أن فى التعبير بقوله شرطة محجم ما قد يتناول الفصد وأيضا فالحجم فى البلاد الحارة أنجح من الفصد والفصد فى البلاد التى ليست بحارة أنجح من الحجم(فتح البارى شرح صحيح البخارى،للعسقلانى،ج۱۰ ص۱۳۸ ، قوله باب الشفاء فى ثلاث)

۲؎ قال الموفق البغدادى الحجامة تنقى سطح البدن أكثر من الفصد والفصد لأعماق البدن والحجامة للصبيان وفى البلاد الحارة أولى من الفصد وآمن غائلة وقد تغنى عن كثير من الأدوية ولهذا وردت الأحاديث بذكرها دون الفصد ولأن العرب غالبا ما كانت تعرف إلا الحجامة وقال صاحب الهدى التحقيق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

پہلے زمانہ میں حجامہ کا سادہ طریقہ تھا، جس میں سینگ وغیرہ جیسی چیز سے خون کھینچ کر ایک جگہ جمع کیا جاتا تھا، اور پھر اس جگہ چیرا لگا کر خون خارج کر دیا جاتا تھا۔

آج کل سادہ طریقے پر حجامہ کرنے والے تو نایاب ہیں، البتہ بعض ماہر طبیب جدید طریقوں پر مخصوص انداز میں کپ وغیرہ چسپاں کر کے بدن کا غیر ضروری مادہ نکال کر اس مقصد کو پورا کر دیتے ہیں، یہ بھی حجامہ کرانے کی جدید شکل ہے۔

حجامہ مختلف بیماریوں کا عمدہ علاج ہے، مگر آج کل اس کا رواج ختم ہو گیا ہے، اور اکثر و بیشتر لوگوں کو حجامہ کی حقیقت بھی معلوم نہیں ہے، بالخصوص ایلوپیتھک طریقۂ علاج میں اس سے آشنائی نہیں۔

جبکہ احادیث میں حجامہ کے عمل کی بڑی اہمیت و تاکید بیان کی گئی ہے، جس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

حجامہ بہترین شفاء و دوا ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی، رقم الحديث ۱۲۷۸، باب ما جاء فی الرخصة فی کسب الحجام، واللفظ لهٗ؛ بخاری، رقم الحديث ۵۶۹۶، باب الحجامة من الداء، مسلم، رقم الحديث ۶۲"۱۵۷۷") [1]

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء و علاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : إِنَّ مِنْ خَيْرِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۲۰۵) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ تمہاری (بیماریوں کی)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ فی أمر الفصد والحجامة أنهما يختلفان باختلاف الزمان والمكان والمزاج فالحجامة فی الأزمان الحارة والأمكنة الحارة والأبدان الحارة التی دم أصحابها فی غاية النضج أنفع والفصد بالعكس ولهذا كانت الحجامة أنفع للصبيان ولمن لا يقوى على الفصد(فتح الباری لابنِ حجر، ج۱۰ ص۱۵۱،قوله باب الحجامة من الداء)

[1] قال الترمذی: وَفِي البَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ عُمَرَ :حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[2] فی حاشية مسند احمد:حديث صحيح.

Idara Ghufran

بہترین دوا حجامہ ہے(مسند احمد)

اس طرح کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَحْتَجِمُ بِقَرْنٍ، وَھُوَ یُشْرَطُ بِطَرْفِ سِکِّیْنٍ، فَدَخَلَ رَجُلٌ مِّنْ شَمْخَ، فَقَالَ لَہٗ : لِمَ تُمَکِّنُ ظَھْرَکَ أَوْ عُنُقَکَ مِنْ ھٰذَا یَفْعَلُ بِھَا مَا أَرٰی؟ فَقَالَ : ھٰذَا الْحَجْمُ، وَھُوَ مِنْ خَیْرِ مَا تَدَاوَیْتُمْ بِہٖ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۰۲۱۲) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ سینگ سے حجامہ کراتے تھے، اور چھری (استرے، بلیڈ وغیرہ) کے کنارے سے چیرا (یعنی کٹ) لگواتے تھے، ایک مرتبہ اسی عمل کے دوران ایک دیہاتی آ گیا تھا، جس نے (دیکھ کر) آپ سے عرض کیا کہ آپ نے اپنی پشت یا گردن کی کھال کاٹنے کی اس کو کیوں اجازت دی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حجامہ ہے، جو تمہارے دواؤں میں بہترین دوا ہے(مسند احمد)

دیہاتی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کھال میں چیرا لگانے کا عمل ناپسند گزرا تھا، جس کے جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بہترین دوا قرار دیا، جس کا مطلب یہ ہوا کہ دوا کی صرف ظاہری صورت وشکل کو نہیں دیکھنا چاہئے، بلکہ اس کی حقیقت کو دیکھنا چاہئے، آج کی دنیا میں بھی اگرچہ چیرا لگانا اچھی بات نہیں سمجھا جاتا، اور اس کے بجائے لمبے اور مہنگے علاج کے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں، جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً وموقوفاً روایت ہے کہ:

اَلشِّفَاءُ فِیْ ثَلاثَۃٍ : شَرْبَۃِ عَسَلٍ، وَشَرْطَۃِ مِحْجَمٍ، وَکَیَّۃِ نَارٍ، وَأَنْھٰی أُمَّتِیْ عَنِ الْکَیِّ (بخاری، رقم الحدیث ۵۶۸۰، کتاب الطب، ورقم الحدیث ۵۶۸۱)

ترجمہ: تین چیزوں میں شفاء ہے، شہد کے پینے میں اور حجامہ میں، اور آگ کے داغ دینے میں اور میں نے اپنی امت کو داغ دینے سے منع کیا ہے(بخاری)

---

[1] أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنْ کَانَ فِی شَیْءٍ مِمَّا تَدَاوَیْتُمْ بِہٖ خَیْرٌ فَالْحِجَامَۃُ (ابوداؤد، رقم الحدیث ۳۸۵۷)

[2] فی حاشیۃ احمد: إسنادہ صحیح.

Idara Ghufran

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ - أَوْ :يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ -خَيْرٌ، فَفِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ، أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ، أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ تُوَافِقُ الدَّاءَ، وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ (بخاری، رقم الحدیث ۵۶۸۳)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سُنا کہ اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی چیز میں خیر ہے، یا تمہاری دواؤں میں سے کسی چیز میں خیر ہوگی، تو وہ حجامہ میں ہے، یا شہد کے پینے میں ہے، یا آگ کے داغ لگوانے میں ہے، جو مرض کے موافق ہو، لیکن میں داغ لگوانے کو پسند نہیں کرتا (بخاری)

اسی قسم کی حدیث حضرت عقبہ بن عامر جہنی اور حضرت معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ [1]

حجامہ کروانے یعنی سینگی لگوانے (Cupping Therapy) سے جسم کا فاسد خون اور فاسد مادہ خارج ہوجاتا ہے، اور شہد کے ذریعے بلغمی فضلات وغیرہ خارج ہوجاتے ہیں، اور کسی دنبل، سنبل اور خون بہنے وغیرہ والی جگہ داغ کے ذریعے سے جلد میں پیدا شدہ باغی خِلط کا مادہ ختم اور اخراج بند ہوجاتا ہے۔

لیکن داغ میں تعذیب وتکلیف پائی جاتی ہے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا، ناپسندیدگی کے ساتھ اس کی اجازت دیدی، تاکہ متبادل صورت میسر آنے کے وقت تو اس کو اختیار نہ کیا جائے، البتہ مجبوری وضرورت کے وقت اس کو استعمال کر لینے کی گنجائش ہے۔ [2]

---

[1] عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :ثَلَاثًا إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ شِفَاءٌ :فَفِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ ، أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ، أَوْ كَيَّةٍ تُصِيبُ أَلَمًا، وَأَنَا أَكْرَهُ الْكَيَّ وَلَا أُحِبُّهُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۳۱۵)

فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیره، وهذا سند حسن فی المتابعات والشواهد.

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ شِفَاءٌ فَفِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ، أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ عَسَلٍ، أَوْ كَيَّةٍ بِنَارٍ تُصِيبُ أَلَمًا، وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۷۲۵۶)

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح، رجاله ثقات رجال الشیخین غیر أن سُوید بن قیس وصحابیَّ الحدیث أخرج لهما أصحاب السنن سوی الترمذی.

[2] (الشفاء فی ثلاثة) الحصر المستفاد من تعریف المبتدأ ادعائی بمعنی أن الشفاء فی هذه الثلاثة بلغ حدا كأنه انعدم به من غیرها (شربة عسل وشرطة محجم) الشرطة ما یشرط به وقیل هو مفعلة من الشرط

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075 30

حجامہ سے جسم کا زائد اور خراب وفاسد خون اور فاسد فضلات ورطوبات جو درد وایذاء کا باعث ہوں، نکل جاتے ہیں۔

حجامہ کے ماہرین نے کئی فوائد بتلائے ہیں، چنانچہ حجامہ سے جسم کا خون صاف ہوتا ہے، خون کی رگوں اور شریانوں میں روانی پیدا ہوتی ہے، خون کی حدت اور تیزی میں کمی پیدا ہوتی ہے، جس کے نتیجہ میں بلڈ پریشر کی بیماری میں افاقہ ہوتا ہے، دل کے امراض اور اعصابی وجلدی امراض اور الرجی اور جسم کے مختلف حصوں میں پیدا ہونے والے دردوں کے لئے مفید ہے، دَمہ، پھیپھڑوں کے امراض اور انجائنا، پٹھوں کے کھچاؤ، تناؤ اور درد، گھٹیا، عرق النساء، درد سر، درد دنداں، جلد پر پیدا ہونے والے دنبل، ناسور، مہاسوں اور خارش وغیرہ کو فائدہ پہنچتا ہے، آنکھوں کی بیماریوں کو بھی فائدہ ہوتا ہے، کاہلی اور سستی میں افاقہ ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامہ کو بہترین دوا وشفاء قرار دیا۔ (جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وهو الشق بالمحجم بكسر الميم وفى معناه الفصد وإنما خص الحجم لأنه فى بلاد حارة والحجم فيها أنجح وأما غير الحارة فالفصد فيها أنجح (وكية نار) انتظم جملة ما يداوى به لأن الحجم يستفرغ الدم وهو أعظم الأخلاط والعسل يسهل الأخلاط البلغمية ويحفظ على المعجونان قوامها والكى يستعمل فى الخلط الباغى الذى لا تنحسم مادته إلا به ولهذا وصفه ثم كرهه لكبر ألمه وعظم خطره كما قال (وأنهى أمتى عن الكى) لأن فيه تعذيبا فلا يرتكب إلا لضرورة ولهذا تقول العرب فى أمثالها :آخر الطب الكى .ونبه بذكر الثلاثة على أصول العلاج لأن الأمراض الامتلائية تكون دمومية وصفراوية وبلغمية وسوداوية وشفاء الدمومية بإخراج الدم وإنما خص الحجم لكثرة استعمالهم له والصفراوية وما معها بالمسهل ونبه عليه بالعسل وأخذ من استعماله الكى وكراهته له أنه لا يترك مطلقا ولا يستعمل مطلقا بل عند تعينه طريقا وعدم قيام غيره مقامه(فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۴۹۴۱)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

اخبارِ ادارہ — مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□......جمعہ ۲۰، ۲۷/ رجب و۴، ۱۱/ شعبان المعظم کو متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول چلے۔ ۱۱ شعبان کا جمعہ بندہ امجد نے مسجد القریش، نزد سید پوری گیٹ میں پڑھایا، مسجدِ غفران میں مولانا طارق محمود صاحب نے جمعہ پڑھایا۔

□......۱۵، ۲۲، ۲۹/ رجب، و۶، ۱۳/ شعبان المعظم بروز اتوار دن دس بجے حضرت مدیر صاحب کی ہفتہ وار اصلاحی مجلس حسبِ معمول منعقد ہوتی رہی۔

□......۸، ۱۵، ۲۲، ۲۹/ رجب، اتوار بعد عصر طلبہ حفظ کے لئے ہفتہ وار اصلاحی مجلس حسبِ معمول منعقد ہوتی رہی۔

□......۳۰/ رجب پیر، تعمیرِ پاکستان سکول میں مرحلہ اول (سہ ماہی) کے امتحانات مکمل ہوکر گرمیوں کی چھٹیاں دی گئیں، اول سے ششم تک کی جماعتوں کا اسی دن سے سمر کیمپ کا (روزانہ ۸ تا ۱۱) آغاز ہوا۔

□......یکم شعبان منگل کو ادارہ کے شعبہ تخصص وشعبہ دراساتِ دینیہ کا سالانہ امتحان شروع ہوا، جمعرات ۳/ شعبان کو ان دونوں شعبوں کے امتحان کی تکمیل ہوکر سالانہ چھٹیاں دی گئیں۔

□......۳/ شعبان جمعرات سے ادارہ کے شعبہ ناظرہ وقاعدہ بنین وبنات میں ۱۸/ شعبان (بمطابق ۲۸ جون بروز جمعہ) تک گرمیوں کی چھٹیاں دی گئیں۔

□......۶/ شعبان، بروز اتوار، حضرت مدیر صاحب کا ایک سلسلہ میں غور غشتی (اٹک) کا سفر ہوا۔

□......۶/ شعبان اتوار شعبہ حفظ کا سالانہ امتحان ہوا، امتحان کے بعد ۱۱ شعبان جمعہ تک اس شعبے میں چھٹیاں دی گئیں۔

□......۶/ شعبان، بروز توار مولانا معتبر خان صاحب (شیخ الحدیث مدرسہ اشاعت الاسلام ومدرسہ سید احمد شہید، مانسہرہ شہر) بندہ امجد کی دعوت پر ادارہ غفران میں تشریف لائے۔

□......۱۰/ شعبان جمعرات مسجدِ غفران کی تیسری منزل کی چھت (لینٹر) ڈالی گئی، اواخرِ رجب سے مسجد کی تیسری منزل کا کام شروع ہے، اللہ تعالیٰ خیر وعافیت وسہولت سے تکمیل فرمادیں۔ آمین۔

□......28 /مئی کو تعمیرِ پاکستان سکول میں یومِ تکبیر کے تناظر میں تقریب منعقد ہوئی۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ 21 /مئی/ 2013ء، بمطابق ۱۰/ رجب المرجب/ 1434ھ: پاکستان: الیکشن ڈیوٹی پر ملازمین کو ایک ارب 45 کروڑ کی ادائیگی ✍ 22 /مئی: پاکستان: ن لیگ کو ڈیڑھ کروڑ، پی ٹی آئی کو 76 لاکھ، پیپلز پارٹی کو 68 لاکھ ووٹ ملے، ٹرن آؤٹ 55 فیصد رہا ✍ 23 /مئی: پاکستان: نگران دور کی تقرریاں معطل، نئی حکومت کو بھی میرٹ پر تعیناتیاں کرنا ہوں گی، سپریم کورٹ ✍ 24 /مئی: پاکستان: کوئٹہ پولیس بس پر بم حملہ، ڈرائیور اور 12 اہلکار جاں بحق، 17 زخمی ✍ 25 /مئی: پاکستان اور یمن میں 417 ڈرون حملے، 3364 افراد ہلاک، امریکی تنظیم کی رپورٹ ✍ 26 /مئی: پاکستان: گجرات، سکول وین میں آتشزدگی، 16 بچے لیڈی ٹیچر جاں بحق ✍ 27 /مئی: پاکستان: طوفانی بارشیں، گلگت سکردو میں برفباری، پشاور میں ژالہ باری، مکانات، آسمانی بجلی گرنے سے 13 جاں بحق ✍ 28 /مئی: پاکستان: محکمہ آبپاشی کو 80 کروڑ فنڈز کی عدم فراہمی، پنجاب میں سیلاب سے بچاؤ کے اقدامات نہ ہوسکے ✍ 29 /مئی: پاکستان: مخصوص نشستوں پر کامیاب امیدواروں کا نوٹیفیکیشن جاری، قومی اسمبلی میں ن لیگ 186، پیپلز پارٹی 40، تحریک انصاف کی 35 نشستیں ✍ 30 /مئی: پاکستان: الیکشن کے بعد پہلا ڈرون حملہ، نائب امیر تحریک طالبان ولی الرحمٰن سمیت 6 جاں بحق، پاکستان کا احتجاج ✍ 31 /مئی: پاکستان: قائم علی شاہ تیسری بار وزیر اعلیٰ سندھ بن گئے، پختونخوا میں سپیکر وڈپٹی سپیکر بلا مقابلہ منتخب ✍ یکم/ جون: پاکستان: پٹرول 2.18 روپے مہنگا، ڈیزل 1.46 روپے سستا کردیا گیا ✍ 02 / جون: پاکستان: 14 ویں قومی اسمبلی وجود میں آ گئی، نو منتخب ارکانِ اسمبلی نے حلف اٹھالیا ✍ 03 / جون: پاکستان: بلوچستان، نواز شریف نے اقتدار چھوٹی جماعتوں کو دے دیا، عبدالمالک بلوچستان کے وزیر اعلیٰ ہوں گے ✍ 04 / جون: پاکستان: ایاز صادق دو تہائی اکثریت سے سپیکر قومی اسمبلی منتخب، رانا اقبال، پنجاب، جان جمالی بلوچستان اسمبلی کے سپیکر بن گئے ✍ 05 / جون: پاکستان: نیب کی پندرہ کمیٹیاں 15 سو ارب کی کرپشن کی تحقیقات پر مامور ہیں ✍ 06 / جون: پاکستان: نواز شریف دو تہائی اکثریت سے تیسری بار وزیر اعظم منتخب، 244 ووٹ ملے، حلف اٹھالیا، امین فہیم 42 اور جاوید ہاشمی نے 31 ووٹ لئے، رائے شماری میں 317 ارکان نے حصہ لیا ✍ 07 / جون: پاکستان: شہباز شریف 300 ووٹ لے کر تیسری مرتبہ وزیر اعلیٰ منتخب، 2014ء میں پٹواری کلچر ختم کرنے کا اعلان ✍ 08 / جون: پاکستان: 25 رکنی کابینہ نے حلف اٹھالیا، اسحاق ڈار خزانہ، نثار وزیرِ داخلہ، خواجہ آصف پانی وبجلی، شاہد خاقان پٹرولیم، زاہد حامد قانون، پرویز رشید وزیر اطلاعات، سعد رفیق وزیر ریلوے بن گئے ✍ 09 / جون: پاکستان: ڈرون حملے پر نواز حکومت کا امریکہ سے پہلا احتجاج، امریکی ناظم الامور کی دفترِ خارجہ طلبی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

✍ 10 / جون: پاکستان: عبدالمالک ،وزیر اعلیٰ بلوچستان منتخب، مسلح گروہوں کو مذاکرات کی دعوت ✍ 11 / جون: پاکستان: اقتصادی کونسل نے 1155ارب روپے کے ترقیاتی بجٹ کی منظوری دے دی، توانائی منصوبوں کے لئے 107ارب روپے مختص ✍ 12 / جون: پاکستان: طویل لوڈ شیڈنگ کے خلاف پرتشدد احتجاج، فیصل آباد میں واپڈا دفتر نذرِ آتش، پولیس گھروں میں گھس گئی ، تشدد سے عورتوں ، بچوں سمیت کئی مظاہرین زخمی ✍ 13 / جون: پاکستان: ساڑھے 16 کھرب خسارے کا وفاقی بجٹ پیش، جی ایس ٹی 1 فیصد بڑھ گیا، خوردنی تیل، پان، سگریٹ مہنگے، بجٹ کا حجم 35 کھرب 91ارب ،سالانہ 2لاکھ فیس پر ٹیکس عائد، بھاری تنخواہوں میں ٹیکس میں اضافہ، وزیراعظم کا صوابدیدی فنڈ ختم ،دفاعی بجٹ میں 10 فیصد اضافہ 627ارب مختص ✍ 14 / جون: پاکستان: خیبرپختونخوا کی 12 رکنی کابینہ نے حلف اٹھالیا، تحریک انصاف کے 7،قومی وطن پارٹی ، جماعت اسلام کے 2,2 اور عوامی جمہوری اتحاد کا ایک وزیر شامل ✍ 15 / جون: پاکستان: بجٹ کی منظوری سے قبل جی ایس ٹی کا نفاذ غیر آئینی ہے، بجٹ منظور ہوا، نہ صدر نے دستخط کئے، پھر اضافی جی ایس ٹی کیسے لیا جاسکتا ہے؟ سپریم کورٹ ✍ 16 / جون: پاکستان: سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں دس فیصد اضافے کا اعلان، جی ایس ٹی میں اضافے کا نفاذ آئینی ہے، وزیرخزانہ ✍ 17 / جون: پاکستان: صوابی ، پولیو ٹیم پر فائرنگ ،2 رضا کار جاں بحق ✍ 18 / جون: پاکستان: پنجاب کا 798ارب روپے کا بجٹ پیش، تنخواہوں ، پنشن میں 10 فیصد اضافہ، جائیداد کی خرید وفروخت پر کیپٹل گین ٹیکس عائد، فیصل آباد، راولپنڈی، ملتان میں میٹرو بس چلے گی، دانش سکول، آشیانہ، لیپ ٹاپ سکیمیں جاری رہیں گی ،سندھ کا 617ارب روپے اور کے پی کے کا 344ارب روپے کا بجٹ پیش ✍ 19 / جون: پاکستان: مردان ، نمازِ جنازہ میں خودکش دھماکہ، ایم پی اے سمیت 30 جاں بحق، 75 زخمی ✍ 20 / جون: پاکستان: سمگل گاڑیوں کی ایمنسٹی سکیم غیر قانونی قرار، ہائیکورٹ کا 50 ہزار گاڑیاں ضبط کر کے نیلامی کا حکم۔

Idara Ghufran